جلد ۹ | ۲۸ شہادت ۱۳۳۹ ہش | یکم ذی قعدہ ۱۳۷۹ھ | ۲۸ اپریل ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۶ اپریل بسیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع تو موصول نہیں ہوئی البتہ اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۳ اپریل بوقت نو بجے صبح کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور کو بائیں ٹانگ میں درد کی وجہ سے بے چینی رہی اور اسی وجہ سے شروع رات نیند ٹھیک طرح نہ آئی اس کے بعد اچھی نیند آگئی اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعائیں میں لگے رہیں

— محترم مرزا وسیم احمد نے بذریعہ تار اطلاع دی تھی کہ موصوف مع اہل و عیال مورخہ ۲۵ کو بخیریت پہنچ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت تمام واپس دار الامان لائے۔ آمین۔

مشہور عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم کی نائیجیریا میں آمد!

احمدیہ مشن نائیجیریا کی طرف سے تبادلہ خیالات کی دعوت اور ان کا انکار

مشہور مسیحی مناد ڈاکٹر بلی گراہم کی مشرقی افریقہ میں آمد پر وہاں کے احمدی مبلغ کے چیلنج اور ان کی طرف سے گریز کی تفصیل قارئین بدر گذشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہیں احمدیہ مشن نائیجیریا کی طرف سے انہیں جو چیلنج دیا گیا۔ اور انہوں نے اسے قبول کرنے سے جس طرح گریز کیا اس کی تفصیل ملاحظہ ہو:۔

براعظم افریقہ کے انگریزی بولنے والے علاقوں میں عیسائیت کی طرف سے امریکن اور برطانوی مشنوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ ان مشنوں کی طرف سے اندرونی اختلافات کے باوجود متفقہ محاذ کے ماتحت بیرونی ممالک سے مسیحی منادوں کو بلانے کی مہم حال ہی میں شروع کی گئی ہے۔ یہ مسیحی مناد لیکچروں کے ساتھ متعدد نفسیاتی اور فنی سحر کاریوں کے ذریعے مقامی باشندوں کو بپتسمہ قبول کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر پادری بلی گراہم امریکہ کے شہرہ آفاق مسیحی مناد ہیں جو دنیا کے تقریباً تمام ممالک (بشمولیت روس) کا دورہ کر چکے ہیں۔ ان کے اڑھائی ماہ کے حالیہ دورہ افریقہ کا دنیا بھر کے باخبر حلقوں میں چرچا رہا ہے۔ چنانچہ امریکی جریدہ "نیوز ویک" نے اسی دورہ کے متعلق لکھا:۔

"بلی گراہم افریقہ کے نو ممالک کے دورہ کے دوران میں جو بیس مواقع پر پبلک سے خطاب کرے گا اور تبلیغ کی باقی ذمہ داریاں اس کے چھ ہم سفر مناد سرانجام دیں گے۔ بایں ہمہ حالات کا مقابلہ بلی گراہم کے لئے آسان نہیں ہوگا۔ افریقی باشندوں میں قومیت پرستی کی جو زبانہ لہر کے پیش نظر اور شبہ کو زائل کرنے کے لئے کہ غیرملکی مشنری نوآبادیاتی نظام کے ایجنٹ ہیں۔ بلی گراہم کو اپنا زیادہ تر وقت چرچ کے وطنی سربراہوں کے درمیان صرف کرنا ہوگا اور صلیبی مرکزوں کی انتظامی کمیٹیاں افریقی باشندوں کی نگرانی کے ماتحت کام کریں گی"

(۱۸ جنوری ۱۹۶۰ء)

بلی گراہم کے اس دورہ افریقہ کا پروگرام جون ۱۹۵۵ء میں قرار پایا تھا چنانچہ اسی موقعہ پر بھی اخبارات میں ان کے یہاں آنے کی خبریں شائع ہوئیں۔ اور اس سلسلہ میں احمدیہ مشن نائیجیریا کی طرف سے تبادلہ خیالات کی دعوت پر مشتمل خطوط اور ان پر تاریخی کی آراء شائع ہوتی رہیں پادری صاحب کے اس دورہ کا پروگرام ۱۹۵۵ء کی بجائے ۱۹۶۰ء میں وقوع پذیر ہونے پر بعض حلقوں کی طرف سے اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ نائیجیریا کے موجودہ سیاسی دور میں بلی گراہم کے دورے کے پیچھے حالیہ انتخابات میں مسلمانوں کی پارٹی N.P.C اور مسلمان وزیراعظم الحاج ابوبکر طفاوا بلیوا کی کامیابی کے ردعمل کا بھی دخل ہے چنانچہ امریکی جریدہ "ٹائم" نے اپنے کالموں میں اس رائے کا ذکر کیا ہے (۱۵ فروری ۶۰ء)

ڈاکٹر گراہم کی نائیجیریا میں آمد سے قبل احمدیہ مشن نائیجیریا کی طرف سے کرسچین کونسل نائیجیریا کو خطوط لکھے گئے کہ اس موقعہ پر لیگوس میں مسلمان زعماء اور گراہم کے درمیان مذہبی تبادلہ خیالات مسلمانوں اور عیسائیوں میں مفاہمت کی فضا پیدا کرنے کا نادر موقع ہے کرسچین کونسل نے اس خط کو بلی گراہم کے دورہ کا انتظام کرنے والی کمیٹی کے حوالہ کر دیا۔ جنہوں نے یاددہانیوں کے بعد جواب دیا کہ چونکہ بلی گراہم بہت مصروف ہوں گے۔ اور ان کے ڈاکٹروں نے کم کام کرنے کا مشورہ دیا ہے اس لئے مسلمانوں سے بلی گراہم کی ملاقات نہ کرائی جا سکے گی

اس چیلنج کی خبریں اپنے مختلف مراحل میں نائیجیریا کے پریس میں جلی عنوانات کے ساتھ شائع ہوتی رہیں۔ اسی طرح ریڈیو پر بھی اس کا اعلان ہوتا رہا۔

لیگوس کے ایک ڈیلی سروس کے ہفتہ واری فیچر کالم "ISLAM AND YOU" میں اس موضوع پر جناب مولانا نسیم سیفی صاحب کے تین مضامین جنوری میں شائع ہوئے۔ اسی طرح ویسٹ افریقہ احمدیہ نیوز ایجنسی کے پریس ریلیز میں اس کی تفصیلات پریس کو بھجوائی جاتی رہیں نائیجیریا میں مقیم غیرملکی خبررساں ایجنسیوں نے اس خبر کو دنیا بھر کے اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ نشر کرانے کا انتظام کیا۔ چنانچہ اس مضمون پر جنوبی افریقہ۔ ٹرینیڈاڈ اور امریکہ کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔

اباؤدن کے ایک اخبار نے اس چیلنج کے متعلق بلی گراہم سے سوال کیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ وہ اس سوال کا جواب دینے کو تیار نہیں۔

امریکی رسالہ "ٹائم" نے اپنی اشاعت ۱۵ فروری ۶۰ء میں مسلمانوں اور بلی گراہم میں مقابلہ کے عنوان سے لکھا ہے:۔

"سفید فام بلی گراہم دبلا پتلا دیہاتی نائیجیرین لوگوں کے لفظوں میں چھلی ہوئی جلد والا آدمی) گذشتہ ہفتہ اپنے صلیبی معرکہ میں بدستور منہمک رہا..... نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس میں کوئی ایک لاکھ کا مجمع اس کا خطاب سننے کے لئے آیا..... حتیٰ کہ مسلمان بھی اس نئی وضع کے مشنری کو سننے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ایک مسلمان نے کہا کہ "بلی گراہم ہماری طرح کا معمولی آدمی ہے جو کوئی فوق الطبع خوارق کا دعوےٰ نہیں کرسکتا...

لیکن مسلمانوں کی اکثریت نے (جو نائیجیریا کی ساڑھے تین کروڑ آبادی کا تقریباً نصف) گراہم کے دورہ سے خوش ہونے کے بجائے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ان کے لیڈروں نے گراہم کی آمد سے قبل ہی اس کے ساتھ ایک مشترکہ میٹنگ کی تجویز کی۔ یہ درخواست بلی گراہم کے رفقاء کی طرف سے اس بناء پر مسترد کر دی گئی کہ اس کے پروگرام میں اس کی گنجائش نہیں"۔ حالیہ انتخابات میں نائیجیریا کے جو وزیراعظم منتخب ہوئے وہ مسلمان ہیں اس بناء پر مسلمانوں کے اس رویہ سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے (اگرچہ گراہم کا یہ دورہ مدت سے زیر تجویز تھا) کہ ان کے خیال میں گراہم کا یہ صلیبی معرکہ عیسائیوں کو سیاسی میدان میں آگے لانے کے لئے تھا"

مسلمانوں کے بعض پمفلٹ (باقی صلا پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۶۰ء

نیچ جاتی بیدار ہوتی ہے

جب ہم دنیا کی ابتدائی تاریخ پر نظر کرتے ہیں تو ایک لمبے زمانہ سے نوع انسان میں ادنےٰ اور اعلےٰ کی تقسیم کے نشان پاتے ہیں۔ جو باوجود انسانیت پر ایک بدنما داغ ہونے کے بدقسمتی سے تاریخ کے ہر دور میں اس کے ساتھ چلا آرہا ہے۔ جبکہ ایک طبقہ دوسرے کو انتہائی ذلیل اور ادنیٰ قرار دیتا ہے۔ اور اس پر طرح طرح کے ظلم وستم ڈھاتا اور دوسرا اس کے ظلم و تعدی کا نشانہ بن کر اس کی نوحت پر مجبور رہتا رہا ہے۔

ادنےٰ اور اعلےٰ کے امتیاز کی جڑیں کہیں تو پیشوں اور کام کاج کی تقسیم کے لحاظ سے مضبوط ہوئیں اور کہیں رنگ و نسل اور مختلف علاقوں میں بسنے کے باعث اس کا رواج بڑھا بہرحال نوع انسان سے یہ روا رکھے گئے ظالم سلوک اس وقت تک تو قابل برداشت رہا جب کہ دنیا کی آبادی الگ الگ ملکوں اور خطوں میں بٹی ہوئی تھی اور ایک کو دوسرے کے حالات سے مطلقاً خبر نہ تھی اور نہ اس کی جد وجہد و مساعی سے واقفیت و اطلاع ہو سکتی جب دنیا اپنے ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی ایک دوسرے کے قریب آنے لگی ہزاروں میل سمندروں کو چیر کر ایک براعظم سے دوسرے براعظم پر پہنچے تو نہ صرف باہمی میل ملاپ کی راہیں کھلیں بلکہ ایک دوسرے کا قرب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ علم نے ترقی کی۔ ادنیٰ اقوام میں بیداری کی لہر دوڑنے لگی اور ان کی خوابیدہ قوتیں ابھرنے لگیں —— حتیٰ کہ اب جبکہ سائنسی ترقی اور مختلف ایجادات کی برکت سے رسل و رسائل میں غیر معمولی سہولت پیدا ہوئی اور دنیا سمٹ کر گویا ایک شہر کی مانند ہو گئی تو طبقاتی ظلم و ستم کا احساس زیادہ نمایاں ہونے لگا اور مظلوم اور پسی ہوئی اقوام میں زندگی کا خون دوڑنے لگا۔

اس وقت دنیا میں ہر جگہ ذات پات کے امتیاز اور چھوت چھات کے خیالات کو نفرت و حقارت سے دیکھا جانے لگا ہے اب وہ وقت بڑا ہوتا معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ انسان ہوتے ہوئے کسی دوسرے انسان کو محض اپنی خوبو پر شودر اور نیچ قرار دیا جا سکے گا۔ اور اعلےٰ طبقہ کی حمایت پر اسے مجبور کیا جاسکے گا!! اب تو نیچ جاتی کے خوابیدہ احساسات بیدار ہو چکے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیچ جاتی اپنے پر روا رکھے گئے ایک ایک ظلم کا بدلہ چکائے بغیر دم نہ لے گی۔ اور گو علم کے رواج پا جانے کے سبب بدلہ لینے کی نوعیت بدل جائے۔ اور مار دھاڑ اور قتل و غارت کی بجائے دوسرے مہذب طریق عمل میں لائے جائیں۔ مثلاً ادنیٰ کہلائی جانے والی اقوام کا علم و ہنر میں بڑھ جانا اور اعلےٰ طبقہ کی غلط کاریوں کا منظر شہود پر لایا جانا۔ اور ان سے ظلم وستم کا تجزیہ کر کے ان کے ہی ضمیر سے اس کا جواب طلب کرنا بھی تو کچھ کم بدلہ نہیں! چنانچہ حال ہی میں جنوبی افریقہ میں سفید فام حکمرانوں نے جن انسانیت سوز حرکات کا مظاہرہ کیا اور اس سرزمین میں جو خون کی ہولی کھیلی گئی اس نے حبشیوں کے احساسات کو اور بھی بیدار کر دیا ہے۔ اور تہذیب و تمدن اور علم و ہنر کے بلند بانگ دعاوی رکھنے والوں کی حقیقی تصویر بھی دنیا کے سامنے آگئی ہے۔ اور آج دنیا کے کونے کونے میں اس روا رکھے گئے ظالمانہ سلوک کے خلاف نفرت و بیزاری کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور دنیا کی رائے عامہ اس بدسلوکی کے خلاف منظم ہو رہی ہے۔ وہ وقت دور نہیں جبکہ ظالموں کو سخت پشیمان ہونا پڑے گا۔ مظلوم ابھرے گا اور ظالم کو اپنی ایک ایک کرتوت کا حساب چکانا پڑے گا۔

ادھر ہمارے ملک میں بھی اس سے ملتے جلتے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ جبکہ ایک لمبے عرصہ سے رواج پکڑے ذات پات کے امتیاز اور چھوت چھات کے خیالات کو ملک سے دور کرنے کے لئے ایک طرف حکومت وقت خصوصی توجہ دے رہی ہے تو دوسری طرف خود نیچ جاتی میں غیر معمولی بیداری کے آثار ہویدا ہیں۔ چنانچہ ابھی پچھلے ماہ کی بات ہے کہ بمبئی پارلیمنٹ میں مسٹر گائے کواڈ (ایک ہریجن ممبر) نے منوسمرتی کے اوراق پھاڑ کر ایوان میں بکھیر دیئے۔ جس سے تمام ہاؤس میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی۔ اور گو سپیکر نے اس حرکت پر ممبر مذکور کو بڑی ڈانٹ پلائی کہ آج منوسمرتی کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہے کل کسی اور مقدس کتاب کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جاسکتا ہے۔ تاہم ممبر مذکور کا کہنا تھا کہ اس میں ہریجنوں کی سخت توہین کی گئی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اگر کسی شودر کے کان میں وید منتر پڑ جائیں تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔

اس حادثہ کی تفصیل درج کرتے ہوئے جالندھر کے ایک ہفت روزہ ... پرتاپ ... نے اپنے ایک لمبے آرٹیکل میں لکھا ہے:-

"منوسمرتی پھاڑ کر جانے پر تو ہندوؤں کو کافی رنج ہوا۔ وہ غصے میں لال پیلے ہو رہے ہیں اور مطالبہ کر رہے ہیں کہ شری گائیکواڈ کو پارلیمنٹ کی ممبری سے معطل کیا جائے مگر جو کچھ اچھوتوں اور شودروں کے متعلق منوسمرتی میں لکھا ہوا ہے اسے پڑھ کر ہندوؤں کو رتی بھر شرم بھی محسوس نہیں ہوئی! ہندو مذہبی تعصب میں بالکل ہی بھول جاتے ہیں۔ کہ اچھوتوں کو ہمیشہ ان کی غلامی میں ہی نہیں رہنا۔"

آگے چل کر اسی طرح خطاب کیا گیا ہے:-

"انسانی خون کے پیاسو! توہین برداشت بڑھ گئی۔ منوسمرتی کو پھاڑنا تو ایک معمولی فعل ہے یہ تو ابتدا ہے۔ اس جنگ کی جو جاتی بھید اونچ نیچ انسانی نابرابری اور ہندوؤں کے وحشی پن اور بد دماغی کے خلاف شروع ہوئی ہے ابھی تو ایک ایسا طوفان بپا ہونا ہے جس کی لہریں اپنے کندھوں پر ہی تمہارا دھرم اور تمدن کا جنازہ اٹھا کر لے جائیں گی اور اسے ایسے مقام پر پھینکیں گی جہاں سے کبھی پھر ان کی گھناؤنی آواز سنائی نہ دے سکے!!"

(ویر پرتاپ جالندھر ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۶۰ء)

اس امر کی اہمیت اور زیادہ ہو جاتی ہے جبکہ مذکورہ واقعہ کے صرف ایک ماہ بعد اتر پردیش اسمبلی میں بھی اسی قسم کا ایک ہنگامہ رونما ہوا۔ اور ایک ہریجن ممبر کے ہاتھوں رامائن کے اوراق پھاڑ ڈالے گئے۔

اخبار پرتاپ میں شائع شدہ خبر کے مطابق لکھنؤ میں یوپی سٹیٹ اسمبلی میں ۱۲/۴/۶۰ کو ایک غیر سرکاری ریزولیوشن پر بحث کی جا رہی تھی۔ جس میں بیک ورڈ کلاسز کو پبلک سروس کمیشن میں نمائندگی دینے کے لئے کہا گیا تھا۔ اس موقعہ پر اپوزیشن ہریجن ممبر محبوب کشور نے اپنی تقریر میں کہا:-

"قدیم دھارمک کتابوں منوسمرتی رامائن اور دیگر کتابوں میں جو بھی ذات پات بنائی گئی ہے ذات پات کی یہی جڑ ہے۔" انہوں نے تلسی رامائن سے ایک چوپائی پڑھی اور کہا:-

"جن کتابوں میں ڈھول گنوار شودر پشو ناری یہ سب تاڑن کے ادھیکاری وغیرہ قسم کی باتیں لکھی ہوں انہیں تباہ کر دینا چاہیئے۔" اور یہ کہہ کر اس نے رامائن کے اوراق پھاڑ ڈالے۔"

(پرتاپ جالندھر ۱۴ اپریل)

ان واقعات کو پڑھ کر ایک مسلمان کا دل شکر و امتنان کے جذبات سے کس قدر بھر جاتا ہے جب اسی کتاب پاک جس کے ابتدا ہی میں خدا تعالےٰ کی ذات کے متعلق رب العالمین کا تصور پیش کیا گیا۔ جس سے ہر قسم کے نسلی اور طبقاتی امتیاز کے نظریات ختم ہو جاتے ہیں اور بنی نوع انسان کو ایک ہی بلند سطح پر رکھ دیا گیا ہے۔ اور اس کے شروع میں دعوےٰ کیا گیا ہے کہ اس کامل کتاب میں انسانی احساسات و جذبات کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس میں نہ کسی کی حق تلفی کی گئی ہے اور نہ اس کا بیان کسی طبقہ کے لئے ناگوار خاطر ہے۔ باایں ہمہ انسانی ضرورت کے جملہ احکام نہایت احسن و ابلغ پیرایہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اس کی پاک تعلیم کو لائحہ عمل بنا کر ہر شخص اپنے مقصد حیات کو بسہولت تمام پا سکتا ہے۔

اسلامی احکام کے بیان کرنے اور ان کی تفصیلات پر بحث کرتے وقت ایک مسلمان کو کبھی بھی کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا۔ تا سکہ ہر ایسے موقعہ پر اس کی گردن ہمیشہ اونچی ہی رہتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں جہاں انسانی فطرت کا ہر پہلو سے لحاظ رکھا گیا ہے وہاں انسان کی فلاح و بہبود کی روحانی تعلیم کو نہایت سلجھے انداز میں جامع طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔

دنیا کی ایسی ذہنی کشمکش (جس کا کسی قدر حال اوپر کے حوالہ جات سے ظاہر ہوتا ہے) اور اسلامی تعلیم کی جامعیت پر نظر کرتے ہوئے یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے۔ کہ دنیا ہر قسم کے تجربے کر لینے کے بعد بالآخر اسلام کے شجرہ طیبہ کی طرف رجوع کرے گی اسی کے سایہ تلے حقیقی راحت و سکون نصیب ہوگا اور اسی کے شیریں پھلوں سے وہ ابدی حیات حاصل کرے گی تب ساری دنیا میں امن و امان کا دور آئے گا اور سب حقیقی سکھ اور چین کی منزل دیکھ لیں گے!! وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز!!

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کے دل میں احساس ہونا چاہیئے کہ وہ دنیا کی روحانی کھیتی کیلئے بیج کی حیثیت رکھتا ہے

اچھا اور قابل قدر بیج وہی ہوتا ہے جو جلد بڑھے اور اس کے ایک ایک دانے سے سینکڑوں دانے پیدا ہوں

اپنے اندر اخلاص تقویٰ اور قربانی کی صحیح روح پیدا کرو جماعتی اور قومی مفاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۷ مارچ ۱۹۴۷ء بمقام کراچی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
آج جمعہ میں جتنے دوست آئے ہیں۔ ان کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ دورے کی نسبت جس کو پانچ سال گزر چکے ہیں، اب یہاں کی جماعت کی ترقی

ایک نظر آنے والی ترقی ہے

لیکن جو کام ہمارے سامنے ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری جماعت کی حیثیت کھیت کے مقابلہ میں بیج کی ہوتی ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دانے سے سات سو دانے پیدا ہو سکتے ہیں بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سے بھی زیادہ پیداوار ہو سکتی ہے اور گو ہمارے ملک میں ایک دانے سے سات سو دانہ پیدا نہیں ہوتا لیکن قرآن کریم نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ زراعت میں اتنی ترقی کی جا سکتی ہے کہ ایک دانہ سے سات سو دانہ پیدا ہو۔ گویا ایک ایکڑ سے چار پانچ سو من تک پیداوار ہو سکتی ہے۔ ہمارے ہاں اوسط پیداوار سات آٹھ من فی ایکڑ ہے۔ اگر قرآن پاک کے اصول کے مطابق پیداوار ہو۔ تو ہمارے ملک میں کروڑوں من گندم ضرورت سے زیادہ پیدا ہو سکتی ہے۔ درحقیقت

قرآن کریم نے یہ صراحت فرمائی ہے

کہ اس بات کے امکانات موجود ہیں کہ ایک دانے سے سات سو دانہ پیدا ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی زیادہ ترقی کی امید دلائی ہے اس اصل کے ماتحت اگر زراعت کو ترقی دی جائے تو اتنا غلہ پیدا ہو سکتا ہے جو موجودہ آبادی سے پچاس گنا زیادہ آبادی کے لئے بھی کافی ہو سکتا ہے گو بظاہر یہ بات ناممکن نظر آتی ہے اور بعض لوگ اس پر اعتراض بھی کرتے رہے ہیں۔ لیکن اب زمین کی طاقت کے متعلق جو تحقیقات ہوئی ہے۔ اس نے ثابت کر دیا ہے کہ زمین کے اندر ایسی قابلیت موجود ہے کہ اس سے زیادہ غلہ حاصل کیا جا سکے۔ بہرحال اس ملک میں غلہ اور بیج کی جو نسبت ہے وہ اس شہر کی آبادی اور ہماری جماعت کے افراد کی نہیں سمجھی ہوتا

۳۰ سیر فی ایکڑ

بیج ڈالتے ہیں۔ اور اوسط پیداوار تیس آٹھ من فی ایکڑ ہوتی ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ کل پیداوار کا نواں حصہ بیج ہوتا ہے۔ اگر ہماری جماعت کا ہر فرد بیج کی حیثیت اختیار کرے اور اپنے اندر ایسا اخلاص اور تقویٰ پیدا کرے کہ اس کی تمام خواہشات اللہ تعالیٰ کے لئے موت وارد ہو جائے اور جس طرح دانہ خاک میں فنا ہو کر ایک نئی پیدائش حاصل کرتا ہے۔ وہی حالت ہمارے ہر فرد کی ہو جائے۔ تو اس لحاظ سے بھی شہر کی آبادی کا نواں حصہ ہمارے آدمی ہونے چاہئیں۔ اور سارے بھی ایسے مخلص ہونے چاہئیں۔ جو

بیج بننے کی اہلیت

اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اور ان کے اندر روحانی قابلیت موجود ہو۔ کیونکہ بہت سے بیج ایسے بھی ہوتے ہیں جو ضائع چلے جاتے ہیں۔ اگر ہماری جماعت کا ہر فرد اس بات کا احساس رکھتا ہو کہ وہ دنیا کی روحانی کھیتی کے لئے بیج ہے۔ اور وہ قربانی کر کے ہی دنیا کی حالت کو بدل سکتا ہے۔ اور اگر

ہر احمدی میں یہ احساس

موجود ہو کہ میری زندگی دوسروں کے لئے ہے اپنے لئے نہیں۔ تو پھر بے شک ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر احمدی بیج کا قائم مقام ہے اور ہم اچھے نتائج کی امید کر سکتے ہیں۔ ورنہ صرف نام رکھ لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ دنیا میں ہزاروں لاکھوں انسان بظاہر ایسے ہیں جو کہ انسان کہلاتے ہیں لیکن وہ انسانیت سے بالکل عاری ہوتے ہیں۔ تم مسلمانوں کو ہی دیکھ لو۔ کہ مسلمان کہلانے والے تو کروڑوں ہیں لیکن

اسلام پر عمل کرنے والے

ان کے مقابلہ میں کتنے تھوڑے ہیں۔ جس طرح نام کے لحاظ سے تو گندے انڈے بھی انڈے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اچھے اور گندے انڈے برابر نہیں ہوتے

اور جو انڈے اچھے ہوتے ہیں۔ ان سے بچے پیدا ہوتے ہیں
پس جو فرق اچھے اور گندے انڈے میں ہے وہی فرق

اچھے اور برے بیج

میں ہوتا ہے اچھے بیج سے تو دس گنا غلہ پیدا ہوتا ہے۔ اور جو بیج کسی قدر خراب ہوتا ہے۔ اس سے دگنا تگنا غلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جو بیج زیادہ خراب ہوتا ہے۔ اس سے بعض دفعہ تو کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا اور بعض دفعہ جتنا بیج ڈالا جاتا ہے۔ اتنا ہی اس سے غلہ پیدا ہوتا ہے۔ بہرحال ایسا بیج بیج کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا اسی طرح

میں دیکھتا ہوں

کہ اول تو ہماری جماعت کی تعداد بہت کم ہے اور پھر ان میں سے بھی وہ لوگ بہت کم ہیں جو حقیقی اخلاص اور تقویٰ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں اور تمام دنیا کو بچانے کے لئے ان کے دلوں میں آگ سلگ رہی ہو۔ اور وہ یہ کوشش کرتے ہوں۔ کہ دنیا کفر و ضلالت کی تاریکیوں سے نجات حاصل کرے۔ اور اگر زیادہ نہیں تو کم سے کم اپنے شہر والوں کے لئے ہی ان کے

دلوں میں درد

پیدا ہوتا ہو۔ کہ یہ کیوں ہدایت سے محروم ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ وہ بظاہر سمجھتے ہیں۔ کہ

ہم سب کچھ سمجھ رہے ہیں

لیکن درحقیقت وہ کچھ بھی نہیں سمجھ رہے ہوتے۔ میں نے پشاور کی

ایک عورت کا واقعہ

کئی دفعہ بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عورتوں کی علمی ترقی کے لئے ایک دفعہ عورتوں میں لیکچر دینے شروع کئے دس پندرہ دن کے بعد آپ کو خیال

آیا کہ عورتوں سے پوچھنا بھی چاہیئے کہ وہ کچھ سمجھی بھی ہیں یا نہیں۔ آپ کے لیکچر وفات مسیح اجرائے نبوت اور وراثت الہام وغیرہ کے متعلق تھے۔ دس پندرہ دن کے بعد آپ نے ایک دن ایک عورت سے جو کہ پشاور کی رہنے والی تھیں اور سب سے آگے بیٹھا کرتی تھیں پوچھا۔ بی بی! بتاؤ کہ میں اتنے دن میں اپنے لیکچروں میں کیا کہتا رہا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ کوئی اللہ اور رسول اور نماز اور روزہ کی باتیں ہی کرتے ہوں گے اور کیا کرتے ہوں گے۔ اب جس شخص کی یہ حالت ہو۔ وہ اسلام کا بیج کہلانے کا مستحق کہاں ہو سکتا ہے۔ وہ تو ایک کھوکھلا بیج ہو گا اگر کھوکھلا بیج تیس سیر بھی ڈالا جائے گا تو اس سے تیس سیر غلہ پیدا ہونے کی بھی امید نہیں ہو سکتی۔ پس خالی قربانی کسی کام کی نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ ایسی روح نہ ہو جو آئندہ

زیادہ اچھے نتائج

پیدا کرنے والی ہو اگر صرف جان دینا کافی ہو تو غدر سب سے آگے جاتے ہیں کیا ان کے جان دینے سے قوم کی حالت سدھر جاتی ہے اور قومی عمارت مضبوط ہو جاتی ہے مسلمانوں میں آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کہ جان دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اسلام کی شوکت و عظمت اور ترقی کو صحیح رنگ میں قائم نہیں کر سکے جو بیج فنا ہو کر زیادہ اچھے بیج نہیں بنا سکتے اچھا بیج وہی ہے۔ جو کہ اچھے بیج پیدا کرتا ہے۔

اصل بات یہ ہے

کہ کسی مقصود اور مدعا کے لئے قربانی کرنا ہی انسان کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اور یہی جذبہ دوسرے لوگوں کے دلوں میں قربانیوں کی خواہش پیدا کرتا ہے پس ہماری جماعت کے ہر فرد کو اچھے بیج کی حیثیت اختیار کرنی چاہیئے۔ جو کہ جلد جلد بڑھتا ہے اور ایک دانے سے سات سو دانے پیدا کرتا ہے جس کے متعلق ثابت ہو جائے کہ وہ اچھا بیج ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے لوگ بڑی بڑی کوششیں کرتے ہیں۔ مثلاً مصر میں روئی بہت اچھی پیدا ہوتی ہے۔ اور مصر کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہمارا بیج سب سے اچھا ہے۔ اس لئے ہم دوسرے ملکوں کو نہیں دے سکتے چنانچہ وہاں کی گورنمنٹ کا یہ قانون ہے کہ کوئی شخص مصر سے باہر روئی کا بیج نہیں لے جا سکتا۔ جب یہ قانون ہے تو یہی صورت ہے کہ لوگ اس بیج کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے

یہ طریق اختیار کرتے ہیں

کہ کسی دوست کو خط لکھا تو اس میں ایک بیج ڈال دیا وہ دوست اس ایک بیج کو نہایت احتیاط کے ساتھ بوتا ہے اور جب وہ اُگ کر پودے کی صورت اختیار کرتا ہے تو اس ایک پودے سے پچاس ساٹھ بیج پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر اگلے سال ان پچاس ساٹھ بیجوں سے تین چار سو بیج پیدا ہوتے ہیں۔ پھر تیسرے سال تین [illegible] ہوتے پانچ سات ہزار بیج بن جاتے ہیں۔ پھر چوتھے سال پچاس ساٹھ ہزار بیج بن جاتے ہیں پھر پانچویں سال پانچ دس لاکھ بیج بن جاتے ہیں غرض پانچ سال کی محنت شاقہ کے بعد کہیں بیج تیار ہوتا ہے۔ اور لوگ نہایت احتیاط کے ساتھ ان پودوں کی نگرانی کرتے ہیں تاکہ وہ ضائع نہ ہو جائیں

پس جس شخص کے پاس تھوڑا بیج ہوتا ہے وہ اس کی

زیادہ سے زیادہ حفاظت

کرتا ہے اور اس سے زیادہ [illegible] حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ہمیں بھی اپنی تعداد کی طرف دیکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اخلاص اور تقوے کے ساتھ دنیا میں زیادہ سے زیادہ احمدیت کے بیج کو پھیلانا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارا کوئی بیج بھی کسی جگہ ضائع نہ ہو ہم ہر سال پہلے کی نسبت زیادہ

[illegible] احتیاط کریں۔ اور [illegible] نسبت زیادہ قربانی کریں۔ تاکہ [illegible] اس بیج کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ بعض لوگ جو دوسرے علاقوں سے کوئی بیج یا پودا نکال لاتے ہیں اور اس کو اپنے ملک میں ترقی دیتے ہیں وہ دنیا میں عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اور بعض تو تاریخی آدمی بن جاتے ہیں۔ اور احمدیت تو ایک مذہب ہے۔ جس کا پودا لگانے والا کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ فرانس کے بہت بڑے آدمی نے ٹرکی میں جا کر محض اس لئے ملازمت اختیار کی تھی۔ [illegible] میں جو شاہی باغ تھا۔ اس میں خاص قسم کا گلاب تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کی ایک قلم حاصل کرے [illegible] باغبان کے [illegible] باغ میں کام [illegible] اور وہاں سے

گلاب کی ایک قلم

نکال لایا اور اسے اپنے ملک میں ترقی دی اور آج تک وہ گلاب اس کے نام سے مشہور ہے۔ اس شخص نے اپنی

عمر کا ایک حصہ بطور باغبان محض اس لئے خرچ کیا کہ وہ ایک چیز اپنے ملک میں لے آسکے۔ اسی طرح کسی ملک سے کوئی شخص آلو لے آیا۔ کوئی تمباکو لے آیا کوئی کافی لے آیا۔ ان کو بھی اپنے ملک میں ترقی دی اور گورنمنٹ کے قانونوں سے بچتے ہوئے اپنے ملک کے لئے دولت کا سامان پیدا کیا۔

جب دنیوی چیزوں کے لئے لوگ اتنی محنت اور قربانی کرتے ہیں تو وہ بیج جس سے ایمان کی کھیتی وابستہ ہے اور جس کا پھیلانا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اور جس کے بغیر اسلام کے دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی رستہ کھلا نظر نہیں آتا۔ اس کے بیج کے لئے احمدیوں کو کس قدر قربانی اور محنت کرنی چاہیئے۔ یہ اس بیج کی اہمیت سے خود ظاہر ہے پس اس بیج کے پھیلانے کے لئے

سچی قربانی اور سچے عزم کی ضرورت ہے

ہماری حیثیت تو بیج کی مقدار کے برابر بھی نہیں اس لئے ہمیں تو اور بھی زیادہ قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر ہم نے احمدیت کے بیج کو [illegible] دنیا میں پھیلانے کی کوشش نہ کی۔ تو ہم اللہ تعالےٰ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ ہمارے لئے یہ بات کافی نہیں ہوگی کہ ہم نے اپنی زندگی اچھی گزاری ہے بلکہ ہمارے ذمہ یہ بھی فرض ہے کہ ہم اسلام کی کھیتی کو دوبارہ تر و تازہ [illegible] اور اس کے لئے

بمنزلہ بیج بنیں۔ بعض دفعہ انسان اپنے لئے زندگی بسر کرتا ہے اور بعض دفعہ اسے دوسروں کے لئے زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ انبیاء کی جماعتوں کے لئے یہ بات کافی نہیں ہوتی کہ وہ خود نیکی اور تقوے پر قائم رہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی نیکی اور تقوے پر قائم کرنا

ان کا فرض ہوتا ہے

اور اگر وہ اس فرض کے سر انجام دینے میں کوتاہی سے کام لیں۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کے سامنے مجرم ہوتے ہیں ان میں اور دوسرے لوگوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ عام لوگ اپنے لئے جیتے ہیں۔ لیکن یہ دوسروں کے لئے جیتے ہیں جو شخص دنیوی عزت کے لئے کام کرتا ہے وہ دنیا کی نظروں میں معزز ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے کام کرتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے انعام کا مستحق ہو جاتا ہے۔ لیکن ان دونوں کے مرتبہ میں

بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ اس کی مثال تم یوں سمجھو کہ ایک جرنیل بھی بڑا آدمی ہے۔ اور ایک تاجر بھی بڑا آدمی ہے اور سوسائیٹی میں صرف جرنیلوں کی ہی عزت نہیں ہوتی بلکہ بڑے بڑے تاجروں کی بھی عزت کی جاتی ہے۔ لیکن جب تاریخ ان کا مقابلہ کرے گی۔ تو اس میں تاجر کو جرنیل کی حیثیت بھی نہیں دی جائے گی۔ اور

ایک جرنیل کی حیثیت

تاریخ کی ہوگی۔ جرنیل کو یہ مقام اس لئے دیا جائے گا کہ اس نے اپنی قوم کے لئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ اور اپنے ملک کے لئے زندگی بسر کی۔ لیکن وہ شخص جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے لئے زندگی گزارتا ہے وہ تو اتنی بڑی عزت کا مستحق ہے کہ دنیا کی کوئی عزت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

پس وقت کی نزاکت کو سمجھو۔ اور زیادہ سے زیادہ قربانی کر کے اس بیج کو شہروں۔ صوبوں اور ملکوں میں پھیلانے کی کوشش کرو۔ اگر تمہاری نظر زیادہ وسعت نہیں رکھتی تو کم از کم اپنے شہر کی درستی کی تو کوشش کرو۔ یوں تو ہر جگہ احمدیت کے پھیلانے کی ضرورت ہے لیکن سندھ کی طرف ہمیں خاص طور پر توجہ کی ضرورت ہے

شکر کی بات ہے

اس وقت سندھ کو ابھی کوئی اہمیت نہ تھی اور سندھ بمبئی کی ایک کمشنری تھی۔ کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک نہر کے کنارے پر ہوں اور اس نہر کا نظارہ دیکھ رہا ہوں میں ابھی وہیں کھڑا ہوں کہ شور پڑ گیا کہ دریا کا بند ٹوٹ گیا۔ اور تمام علاقے میں پانی پھیل گیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ارد گرد کے گاؤں پانی کی زد میں آ گئے ہیں۔ میں حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں مجھے آواز آئی کہ پانی ادھر بھی آگیا ہے۔ اس جگہ سے ابھی ہٹے نہیں تھا کہ نہر کا بند ٹوٹ گیا۔ اور میں ذرا گھر گیا۔ جب میں نے ہوش سنبھالا۔ تو میں نے یہ خیال کیا کہ یہ دریا آخر دریائے سندھ میں مل جائے گا چنانچہ میں

اُس وقت دعا کرتا ہوں

کہ یا اللہ! سندھ میں تو میرے پیر لگ جائیں یا اللہ سندھ میں تو میرے پیر لگ جائیں۔ میں تیرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاؤں نہیں لگتے یہاں تک کہ میں اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں سندھ جا کر ڈیلٹا بناتا ہے۔ اس کے قریب جا کر میرے پاؤں لگ گئے۔ اس رؤیا میں میری زبان پر اللہ تعالےٰ نے جو یہ دعا جاری کی تھی کہ یا اللہ سندھ میں تو میرے

پیر لگ جائیں۔ اس کا مجھے ہمیشہ خیال رہتا تھا اور میں سمجھتا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کے لئے سندھ کو اہم جگہ قرار دینا چاہتا ہے چنانچہ جب

سندھ بیراج کی سکیم

شروع ہوئی تو مجھے اپنی خواب یاد آگئی اور میں نے جماعت میں تحریک کی کہ جماعت کو اس علاقہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت نے اُس وقت میری اس تحریک کی اہمیت کو نہ سمجھا اور جماعت جس قدر اس وقت حصہ لے سکتی تھی اس نے نہ لیا میں نے دو دوستوں کو زمینوں کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے بھجوایا وہ ایک ریونیو آفیسر سے ملے۔ اس نے ہمارے آدمیوں سے کہا کہ ہمیں یہاں آبادی کے لئے آدمی نہیں ملتے آپ پنجابیوں کو یہاں لے آئیں۔ ہم آپ کو اس کے عوض زمین کا حصہ دیں گے۔ لیکن ہماری طرف سے یہ پیش کیا گیا کہ دو فیصدی کمیشن بھی دیا جائے۔ چنانچہ یہ گفت و شنید کر کے ہمارے آدمی واپس آ گئے۔ اور دو تین ماہ مشورہ میں گذر گئے۔ اس عرصہ میں پنجابی آنے شروع ہو گئے۔ جب دوبارہ ہمارے آدمی آئے۔ تو اس ریونیو آفیسر نے کہا کہ اب آپ کو کمیشن وغیرہ تو نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ آپ جس جگہ پسند کریں زمین کا انتخاب کر لیں جس جگہ آپ انتخاب کریں گے۔ وہیں ہم زمین کا انتظام کر دیں گے۔ پھر مشورہ کرتے کرتے دیر ہو گئی۔ آخر میں نے بعض دوستوں کو بھیجا انہوں نے زمین کا ایک ٹکڑا انتخاب کر کے درخواست دے دی۔ اور یہ سمجھے کہ کام ہو گیا۔ لیکن سات آٹھ ماہ گذر گئے اور ہمیں گورنمنٹ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ آخر ہمیں فکر پیدا ہوا ہم نے

دوبارہ تحقیقات کرائی

تو معلوم ہوا کہ ابھی معاملہ زیر غور ہے ایک لمبے عرصے کے بعد ایک افسر نے ہمیں یہ راز بتایا کہ گورنمنٹ وہ زمین جس کا آپ نے انتخاب کیا ہے انگریزوں کو دینا چاہتی ہے اور اس نے انگریزوں کو مفت دینی ہے اور آپ قیمتاً مانگ رہے ہیں تو گورنمنٹ

اس اعتراض سے ڈرتی ہے

کہ ہندوستانی اس زمین کو قیمتاً خریدنے پر تیار تھے۔ لیکن ان کو نہیں دی گئی۔ اور انگریزوں کو مفت دی گئی ہے۔ اس لئے گورنمنٹ آپ سے ٹال مٹول کر رہی ہے۔ تاکہ آپ تھک کر اس زمین کا ارادہ چھوڑ دیں

اور وہ زمین انگریزوں کو دے دے۔

اس کیس کے سلسلہ میں میں نے ولایت میں اپنے مبلغ کو لکھا کہ وہ سر ایڈورڈ اور لارڈ جارج کو ملیں اور انہیں کہیں کہ یہ ہمارے ساتھ کیا بے انصافی کی جا رہی ہے۔ سر ایڈورڈ کے میرے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ سر ایڈورڈ نے کہا کہ میں مسٹر ڈاڈ کو (جو کہ سندھ میں ریونیو آفیسر تھے) لکھوں گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اور لارڈ جارج نے بھی کہا کہ میں بھی سفارش کروں گا۔ مسٹر ڈاڈ ریونیو آفیسر نے انہیں جواب دیا کہ اس زمین کے متعلق تو فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ وہ انگریزوں کو دی جائے گی اس پر میں نے کہا کہ

کوئی اور ٹکڑا تجویز کریں

میں نے پھر آدمی بھجوائے اور یہ جگہ جو کہ اب احمد آباد اور محمود آباد وغیرہ کے نام سے موسوم ہے تلاش کی گئی یہ ۴۵۰۰ ایکڑ تھی۔ اس میں بھی احمد آباد کی جو زمین تھی اس پر بھی انگریز قبضہ کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے ساتھ گورنمنٹ کا وعدہ بیس ہزار ایکڑ کا ہے ۱۷½ ہزار ایکڑ ہم لے چکے ہیں۔ اور ۲½ ہزار ایکڑ باقی ہے۔ یہ بھی ہم لے لیں گے اس ٹکڑے کو اگر ہم چھوڑ دیتے تو ہمارے پاس چھوٹے چھوٹے ٹکڑے رہ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس معاملہ میں ہماری مدد فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ میری خواب کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ مسٹر ڈاڈ کے ساتھ ایک ہندوستانی پارسی افسر تھے ان کے دل میں

ہندوستانیوں کے لئے ہمدردی

تھی۔ جب ہمارے آدمی ان سے ملے تو انہوں نے کہا کہ مجھے تو غصہ آ رہا ہے کہ ہندوستانیوں کو محروم کیا جا رہا ہے اور تمام حقوق انگریزوں کو دیئے جا رہے ہیں۔ لیکن میں کیا کروں گورنمنٹ معاہدہ کر چکی ہے کوئی ذریعہ آپ بتا دیں تو پھر میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔ جب اوپر کے افسر کی مدد کرنے کی خواہش ہو تو ماتحت بھی رستہ پیدا کر لیتے ہیں۔ اس کے ایک کلرک نے کہا اگر جناب چاہتے ہیں کہ ان کی مدد کی جائے تو میں رستہ آپ کو بتا سکتا ہوں اور وہ یہ کہ بیشک گورنمنٹ نے بیس ہزار ایکڑ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن انگریزوں نے خود ۱۷½ ہزار ایکڑ لے کر یہ تحریر کر دیا ہے کہ ۲½ ہزار ایکڑ ہم چھوڑتے ہیں۔ آپ یہ رقبہ الاٹ کر دیں۔ اور اگر انگریزوں کی طرف سے مطالبہ ہو تو آپ انہیں کہہ دیں کہ آپ باقی رقبہ خود چھوڑ چکے ہیں۔ چنانچہ ہم نے

چوہدری فتح محمد صاحب سیال

کو بھیج دیا اور وہ روپیہ وغیرہ ادا کر کے زمین خرید کر واپس آ گئے۔ جب انگریزوں کی طرف سے زور دیا گیا۔ تو اس پارسی افسر نے کہہ دیا کہ میں تو دستخط کر چکا ہوں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے سندھ میں ہمیں قدم جمانے کا موقع دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ سندھ بمبئی سے علیحدہ ہو گیا۔ اور اسے صوبہ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ جب تک صوبہ بمبئی کے ساتھ اس کا الحاق تھا اس وقت تک ہندو اس پر غالب تھے۔ لیکن علیحدگی کے بعد یہ ایک ایسا صوبہ بن گیا جہاں مسلمانوں کو زبردست اکثریت حاصل ہو گئی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے سندھ میں کئی جگہ ہماری جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور لوگوں میں

احمدیت کی طرف توجہ

پیدا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے من حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام یعنی اے مسلمانو تم جہاں سے بھی سفر کے لئے نکلو مکہ کی طرف منہ کیا کرو۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے کہ تم جہاں کہیں سے نکلو مکہ کی طرف منہ کیا کرو۔ کیا ہر مسلمان گھر سے نکلتے ہوئے نماز پڑھتا ہوا نکلتا ہے۔ اور پھر جب پہلے ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے۔ کہ حیثما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ تو پھر اس جگہ دوبارہ اس آیت کے لانے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ جہاں سے بھی نکلو مکہ کی طرف منہ کیا کرو۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان توحید کے علمبردار تھے اور دوسرے لوگ یہ اعتراض کرتے تھے کہ بیت المقدس جو کہ بتوں سے پاک ہے اس کو چھوڑ کر مسلمانوں نے اب کعبہ کی طرف منہ کرنا شروع کر دیا ہے جو کہ بتوں سے بھرا ہوا ہے۔ گویا یہ بتوں والی جگہ کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اعتراض چونکہ ٹھوکر کا موجب ہے۔ اس لئے تم جب بھی نکلو۔ خواہ تم شمال کی طرف نکلو۔ خواہ جنوب کی طرف

تمہارے مدنظر یہ ہونا چاہیئے

کہ ہم نے کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا ہے۔ چونکہ تمہیں کافروں کے ساتھ لڑائیاں پیش آ رہی ہیں۔ اس لئے تمہیں ہر وقت یہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم نے مکہ کو فتح کرنا اور خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا ہے اس حکم میں اصولی طور پر اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ انسان کو اپنا مقصد ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہیئے۔ اور خواہ وہ کسی کام میں مصروف ہو اسے

نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیئے ہماری جماعت کے اکثر لوگ ایسے ہیں جو چندہ ادا کرنے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ باقی روپیہ ہماری ذاتی چیز ہے ہم جس طرح چاہیں اسے خرچ کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ بات درست ہے۔ لیکن ایک چیز ایسی ہے جس کو مدنظر رکھنے سے باوجود اس کے کہ وہ اپنا روپیہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کریں گے ان کو ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور وہ یہ ہے کہ اس روپے کو وہ ایسے طور پر خرچ کریں جس سے جماعت کو تقویت پہنچے۔ اگر ایک تاجر ایسے طور پر تجارت کرتا ہے۔ کہ اس سے

سلسلہ کو فائدہ پہنچے

مگر ایک صناع ایسے طور پر صنعت کرتا ہے کہ اس سے جماعت کو فائدہ پہنچے تو وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ اس طرح ہمارے ہر کام پر یہ ٹھپہ لگا ہوا نظر آنا چاہیئے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ مثلاً اگر کسی شہر کے تاجر مل کر پچاس ساٹھ احمدیوں کو تجارت کا کام سکھا دیتے ہیں اور اسی طرح ان کے لئے روزی کمانے کا سامان مہیا کر دیتے ہیں تو یہ چیز ان کے ذاتی منافع سے بہت زیادہ قیمتی ہو گی کیونکہ جان کی قیمت مال سے زیادہ ہوتی ہے اگر کسی شخص کی کوشش سے ایک بھوکا شخص بھی ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے تو یہ ہمارے لئے زیادہ خوشی کا موجب ہے بہ نسبت اس کے کہ بھلا کوئی تاجر پچاس ہزار روپیہ کمائے۔ کیونکہ بھوک کا ڈر قوم کے اعضاء کو مضمحل کر دیتا ہے۔ لوگ دو بیویاں صرف اس ڈر سے نہیں کرتے۔ کہ ہمیں کھانے کو کہاں سے ملے گا۔ بہار میں جو تباہی مسلمانوں پر آئی تھی اس کا علاج میں نے بہار والوں کو یہی بتایا تھا کہ تم

شادیاں زیادہ کرو

تمہاری عورتیں دوسری شادی کو پسند کریں یا نہ کریں۔ لیکن چونکہ تمہارا ہندوؤں سے مقابلہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمہاری تعداد جلدی جلدی بڑھے بیشک عورت یہ پسند نہیں کرتی۔ کہ اس کا خاوند کوئی دوسری شادی کرے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کا یہ اجازت دینا بتاتا ہے کہ ایک وقت قوموں پر ایسا بھی آتا ہے جب انہیں طبعی نقائصوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تزوجوا ولوداً ودوداً تم بچے پیدا کرنے والی اور محبت کرنے والی بیویوں سے شادی کرو

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اگر زیادہ بچے ہو جائیں گے تو ہم بھوکے مر جائیں گے لیکن مجھے حیرت آتی ہے کہ کیا ان لوگوں کو صحابہؓ سے زیادہ بھوکے رہنے کا خطرہ ہے صحابہؓ کی یہ حالت تھی کہ بعض دفعہ [illegible] پر اور بعض دفعہ اونٹنی کے دودھ پر ہی گزارہ کر لیتے تھے۔ آج کل کے غریب بھی اس وقت کے امراء سے بہت اچھا گزارہ کرتے ہیں۔ اور

امراء کی یہ حالت ہے

کہ وہ اپنے عیش میں ذرا بھی کمی ناپسند نہیں کرتے۔ اگر مسلمان رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کریں۔ تو پچاس ساٹھ سال کے اندر مسلمانوں کی گرتی ہوئی حالت درست ہو جائے اور ان کی تعداد کہیں سے کہیں جا پہنچے لیکن بھوک کا خوف انہیں اس پر عمل کرنے نہیں دیتا۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کے وجود سے سلسلہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ مثلاً ایک تاجر اگر سلسلہ کو فائدہ پہنچانے کی خواہش رکھتا ہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے کہ کسی احمدی کو اپنے ساتھ ملا کر تجارت کا کام سکھا دے جب وہ کام سیکھ جائے گا تو وہ دوسری جگہ اپنا کام چلا سکے گا۔ اس طرح کام کرنے سے

جماعت کو بہت تقویت پہنچے گی

ہماری جماعت تو مذہبی جماعت ہے۔ اس میں قومی جذبہ زیادہ شدت کے ساتھ موجود ہونا چاہیئے ہم تو دنیا دار لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ بھی اپنی خدمات اپنی قوم کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔ انگریزوں کے ہندوستان میں داخل ہونے کا ذریعہ ایک انگریز ڈاکٹر تھا جس نے شاہجہان کی لڑکی کا علاج کیا۔ اور جب وہ اچھی ہو گئی تو شاہجہان نے خوش ہو کر ڈاکٹر سے کہا۔ کہ جو انعام چاہتے ہو مانگو۔ اس ڈاکٹر نے کہا۔ میں اور کچھ نہیں مانگتا آپ صرف اتنی مہربانی کریں کہ ہمارے جہازوں کو ٹھہرنے کے لئے ہندوستان کے ساحل پر کوئی جگہ دے دیں۔ اس طرح انگریز قوم کے لئے ہندوستان میں

قدم رکھنے کا رستہ کھل گیا

اگر وہ ڈاکٹر اس وقت دس بیس لاکھ روپیہ مانگتا اور بڑا امیر کبیر بن جاتا۔ تو کیا اس کی قوم کے دل میں اس کی اتنی عزت قائم ہو سکتی تھی۔ لیکن اس نے اپنے ذاتی مفاد کو نظر انداز کرتے ہوئے قوم کے فائدہ کو مدنظر رکھا جس سے اس کی تمام قوم ہندوستان کی زمین پر غالب آ گئی۔ اور

اس کی نسلوں کو بھی کئی قسم کے منافع پہنچ گئے۔ پس ہماری جماعت کو انفرادیت کی روح کچل دینی چاہیئے اور ہر شخص کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ میں ایک بیج ہوں جو اپنی قوم کے مفاد کے لئے زمین میں دفن ہو کر اچھے نتائج پیدا کروں گا۔ تاکہ ہماری ہر قربانی پہلی قربانی سے زیادہ شاندار نظر آئے اور ہر آنے والے سال میں تم پہلے کی نسبت بہت آگے نکل جاؤ۔ یاد رکھو بوش نفس چھوٹی چیز پر تسلی پا لیتا ہے

وہ خدائی فوج کا سپاہی

نہیں کہلا سکتا۔ بے شک ریاستوں کے سپاہی چھوٹی چھوٹی فتوحات کو بھی بڑا سمجھتے ہیں۔ لیکن آزاد حکومتوں کے جرنیل ملکوں کو فتح کر کے بھی تسلی نہیں پاتے اسی طرح بلند حوصلہ جماعتیں بھی چھوٹی چیز پر راضی نہیں ہوتیں۔ اور کسی ایک مقام پر ٹھہر جانے کو وہ اپنے لئے موت کا پیغام سمجھتی ہیں۔ تمہیں بھی اپنے اندر یہی عزم پیدا کرنا چاہیئے۔ اور سلسلہ کی ترقی کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے تب اور صرف تب تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے اور خدا تعالےٰ کی رضا کے مستحق ہو سکتے ہو۔

(الفضل ۳/۶۰ - ۲۰)

درخواست دعا

"میرا بیٹا حافظ صالح محمد الہ دین لئے اعلیٰ تعلیم امریکہ گئے ہیں۔ بفضل خدا پہلے کوارٹر میں کامیابی ہوئی دوسرے کوارٹر میں کامیابی کے لئے اور صحت و سلامتی کے ساتھ واپس ہونے کی دعا کی درخواست ہے۔

بیگم حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین
سکندر آباد دکن

اعلان نکاح

مورخہ ۳/۶۰ - ۲۹ کو بعد نماز عصر مسجد دار الرحمت میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے عزیزم سید عبدالحی شاہد کا نکاح عزیزہ امت الودود بنت شیخ محبوب الہٰی صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی (جو میری بھانجی ہے) سے ڈیڑھ ہزار مہر پر پڑھا احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔ (خاکسار خواجہ عبدالکریم خالد (دارالرحمت) ربوہ)

مشہور عیسائی مناد ڈاکٹر بلی گراہم کی نائیجیریا میں آمد

(بقیہ صفحہ اول)

گراہم کی میٹنگز میں تقسیم کئے گئے جن کا مضمون یہ تھا کہ (۱) یسوع خدا کا بیٹا نہیں تھا (۲) وہ صلیب پر نہیں مرا (۳) نہ ہی مرنے کے بعد جیا (۴) نہ ہی آسمان پر گیا (۵) اور نہ ہی اب اس کی واپسی ہوگی

اور برخلاف قارئین کے خطوط بھی شائع ہوئے

کانو سے شائع ہونے والے اخبار Northern Star نے مباحثہ کی خبر کو صفحہ اول پر مذہبی خبروں کے عنوان

ہمارا امام مسیح و مہدیٔ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام

(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

نوٹ:۔ ذیل کی نظم ربوہ میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقدہ ۳/۶۰ - ۲۷ کے موقعہ پر پڑھی گئی

بیعت لی ہوئی تیئسویں مارچ کے روز
کشتیٔ اسلام پر ہوتے رہے مومن سوار
گرچہ طوفانِ ضلالت سخت تیز و تند تھا
حضرت عیسیٰ کی قرآں سے ہی ثابت کی وفات
اس نے سکھلایا ہمیں کل مذہبوں کا احترام
اپنے اپنے مذہبوں کی خوبیاں کیجے بیاں
مانتے ہو جس کو تم مذہب میں اللہ کی کتاب
برتری اسلام کی ثابت کی کل ادیان پر
یوں ہوئی کسرِ صلیب و قتل خنزیری صفات
وحدت و توحید کو دنیا میں قائم کر دیا
نام حق سے پیشگوئی جو بھی کی پوری ہوئی
اے مسیح و مہدی موعود تجھ پر صد سلام

سن اٹھارہ سو نواسی عیسوی تھا جاں فروز
کشتیباں موعود مہدی تھے امام کامگار
پر خدا کے فضل سے ہشیار اپنا جند تھا
اور اسی امت سے آیا ہے امام کائنات
یعنی لا اکراہ کا اسلام میں ہے احترام
عیب چینی سے کبھی ہوگا نہ امر حق عیاں
اس دعوے کے دلائل دو اسی سے ہر جواب
اور غالب کر دکھایا دین حق اقران پر
شمس مغرب سے ہوا طالع مٹی ظلمت کی رات
اور نمونہ اس کا دکھلا کر یہ دائم کر دیا
ذرب پایا، پاک نے شیطان سے دوری ہوئی
بھیجتے ہیں صدق دل سے صبح و شام ابدالِ شام

تو ہمارا رہبر کامل ہے مامور خدا
جان و مالِ اکمل مہجور ہو تجھ پہ فدا

(یاد رہے کہ یہ پمفلٹ ہمارے مشن کی مطبوعات میں سے ہے اور لیگوس پر تقسیم کیا گیا نہ کہ بلی گراہم کے مقام اجلاس میں۔ مترجم)

نائیجیریا کے اکثر اخبارات میں احمدیہ مشن کے اس چیلنج کی خبریں بکثرت شائع ہوتی رہیں۔ دو اخبارات نائیجیریا ٹربیون اور سٹار نے اداریتی کالموں میں تبادلہ خیالات کے چیلنج کا ذکر کیا۔ بعض اخبارات میں مباحثہ کے افادی پہلو کے حق میں

سے جگہ دی۔

شمالی افریقہ سے ایک صاحب نے اخبارات میں مباحثہ کی خبر پڑھ کر جناب مولانا نسیم سیفی صاحب کو جو خط لکھا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ یہ اخبار ٹروتھ ۳/۶۰ - ۱۹ میں شائع ہوا ہے

"یہاں کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ بلی گراہم نے انسان کے مستقبل اور نجات کے موضوع پر اسلامی تعلیم پر مباحثہ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ مجھے اس کا افسوس ہے کہ اس کا نتیجہ بلی گراہم کے حق میں نہیں نکل سکتا۔ آپ یقین رکھتے ہیں کہ بلی گراہم اس رنگ میں بھی امریکی لوگوں کی ذہانت کی نمائندگی نہیں کر رہا۔ درحقیقت وہ Baptist فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اور یہ فرقہ امریکہ میں علمی لحاظ سے کوتاہ ترین طبقہ شمار کیا جاتا ہے۔ Baptist لوگ بعض دوسرے فرقوں کی طرح نمود اور سٹیج پر اداکاری کے بہت خواہشمند ہوتے ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ "موازنہ مذاہب" کے مضمون سے بیگانہ ہیں۔ اور جب تک خود ان کے عقائد کمزور نہ ہو جائیں وہ دوسرے مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ نہیں کرتے۔ . . . . درحقیقت یہ ہے کہ امریکہ میں ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو کچھ کہلانا پسند کرے وہ کرسچین کہلا سکتا ہے۔ اور اب یہ لفظ بھی بے معنی ہو کر رہ گیا ہے لفظ یہودی یا لفظ مسلمان کے کچھ معنی ہو سکتے ہیں۔ لیکن لفظ کرسچین اب ایک مبہم ترین اصطلاح بن کر رہ گیا ہے۔ لہٰذا اگر بلی گراہم لوگوں سے "یسوع کے حق میں رائے" منوانے کے لئے ہاتھ کھڑے کروانا چاہتا ہے۔ تو اس کا مطلب اس سے زیادہ نہیں کہ وہ انہیں صرف عیسائیت کا لیبل قبول کرنے کے لئے بلا رہا ہے۔ جس کے بعد جو چاہیں کریں۔ کیونکہ لیبل کی تبدیلی اندرونی خاصیتوں کو نہیں تبدیل کر سکتی۔ بلی گراہم کا مقصد سب سے زیادہ نمائش و نمود اور پروپیگنڈا ہے۔ تاکہ جب وہ امریکہ واپس آئے تو وہ اپنے آپ کو کامیاب ثابت کر سکے بلی گراہم کا اپنی تقاریر میں سامعین کو خاموش کرا کے ان کی رائے جیتنے کا حربہ یقیناً دیانتداری کے لحاظ سے نہایت پست ہے"

(الفضل ۳/۶۰ - ۱۹)

ڈاکٹر بلی گراہم کو احمدی مبلغ کا چیلنج

احمدیت نے ہپنوٹزم کا تار پود بکھیر دیا

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

۱۲ اپریل ۱۹۶۰ء کے اخبار نوائے وقت لاہور میں اس اخبار کے نمائندۂ خصوصی حفیظ ملک صاحب مقیم واشنگٹن امریکہ کا ایک نوٹ شائع ہوا ہے۔ جس میں حفیظ صاحب موصوف نے افریقہ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت اور اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مشرقی افریقہ میں مشہور مسیحی مناد ڈاکٹر گراہم کی آمد کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان علاقوں میں احمدیہ جماعت کی مساعی کے نتیجہ میں اسلام بڑی سُرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جہاں باقی سب لوگ ڈاکٹر گراہم کی آمد پر خاموش رہے وہاں جماعت احمدیہ نے انہیں بڑی دلیری کے ساتھ چیلنج کیا۔ مگر ڈاکٹر گراہم صاحب نے اس چیلنج کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کنارہ کشی اختیار کی۔ اسی ضمن میں حفیظ ملک صاحب نے یہ جتایا کہ جماعت احمدیہ ختم نبوت کی مخصوص تشریح کی وجہ سے مسلمانوں کی صحیح نمائندہ نہیں ہے۔ بعض دوسری اسلامی جماعتوں کو مشرقی افریقہ میں اسلام کی تبلیغ کی طرف توجہ دینے کی دعوت دی ہے وغیرہ وغیرہ۔

مجھے اس جگہ حفیظ ملک صاحب کے اعتراض کا جواب دینا مقصود نہیں۔ ان کے مضمون سے ظاہر ہے کہ وہ دل میں اسلام کا عمومی رنگ میں درد رکھتے ہیں اور اُنہوں نے اپنے اس مضمون میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تعریف بھی کی ہے اس لئے میں اس مشترکہ کام میں ان کے اعتراض سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ انہیں صرف اس قدر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ کم از کم حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی مختصر مگر مشہور تصنیف ایک غلطی کا ازالہ کا مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں تو انشاء اللہ ان پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ جماعت احمدیہ نہ صرف یہ کہ خدا کے فضل سے ختم نبوت کے عقیدہ کی منکر نہیں۔ بلکہ دل و جان سے اس عقیدہ پر فدا ہے اور سچے دل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتی اور آپ کو افضل الرسل اور سید وُلدِ آدم اور دائمی شریعت کا لانے والا آخری نبی مانتی ہے۔ اور قرآنی شریعت میں کسی قسم کے رد و بدل کو قطعی طور پر ہلاکت کا موجب سمجھتی ہے۔ واللہ علی ما اقول شہید

بلکہ اگر محترم حفیظ ملک صاحب اس خاکسار کے رسالہ "رسول پاک کا عدیم المثال مقام" کا مطالعہ فرما سکیں تو یقین ہے کہ ان جیسے سمجھدار انسان پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ختم نبوت کے متعلق ہمارا عقیدہ نہ صرف یہ کہ قرآنی تعلیم کے خلاف نہیں۔ بلکہ اُمتِ محمدیہ کے اکثر اولیاء اور صلحاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے لے کر موجودہ زمانہ تک یہی عقیدہ رکھتے چلے آئے ہیں جو جماعت احمدیہ نے پیش کیا ہے۔ اور جہاں تک ہمارے ایمان کا تعلق ہے۔ خدا جانتا ہے کہ ہمارا رواں رواں محمدؐ ہے۔ خدائے محمدؐ اور دینِ محمدؐ پر قربان ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:۔

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

مگر خیر یہ تو محض ایک جملہ معترضہ تھا جو حفیظ ملک صاحب کی خدمت میں ایک غلط فہمی کے ازالہ کے لئے ضمناً پیش کیا گیا ہے۔ اصل غرض ڈاکٹر بلی گراہم کے متعلق یہ کہنا ہے کہ انہوں نے نام نہاد کے ذریعہ منتخب شدہ مریضوں کی شفایابی کے متعلق ہمارے نیروبی کے مبلغ کے چیلنج کے مقابلہ پر جو شکست کھائی ہے بلکہ جس رنگ میں روحانی مقابلہ سے فرار کا رستہ اختیار کیا ہے (تفصیل کے لئے دیکھو الفضل مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۶۰ء) وہ انشاء اللہ ان کے مزعومہ سحر کے تار و پود کے بکھیرنے کا آغاز ثابت ہوگا۔ انہوں نے ایک عرصہ سے مسیحی دنیا پر یہ اثر پیدا کر رکھا ہے کہ گویا انہیں غیر معمولی روحانی طاقت حاصل ہے جس سے وہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کرتے اور بیماروں کو شفا دیتے ہیں۔ مگر نیروبی میں ہمارے رئیس التبلیغ شیخ مبارک احمد صاحب کے چیلنج نے اور پھر اس چیلنج پر ڈاکٹر بلی گراہم کے کھلم کھلا فرار نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یا تو ان کا دعویٰ سرے سے ہی باطل تھا۔ اور یا ان کا اثر صرف طلاقت لسان اور کسی قدر ہپنوٹزم (یعنی علم توجہ) تک محدود تھا۔ جو ساحرانِ فرعون کی طرح محمدی عصا کی ضرب سے ٹوٹ پھوٹ گیا۔

ایک مشہور حدیث میں ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان من البیان لسحراً۔ یعنی بعض قسم کی تقریر و تحریر میں فصاحت و بلاغت کے زور کی وجہ ایک گونہ سحر یعنی جادو کا سا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔" مگر اس کے ساتھ ہی قرآن مجید صراحت سے فرماتا ہے کہ لا یفلح الساحر حیث اتیٰ۔" یعنی حق کے مقابلہ پر اس قسم کا جادو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف سائنس کے علوم اور دنیا کے تجربہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ ہپنوٹزم (یعنی علم توجہ) بھی خدا کے پیدا کردہ علموں میں سے ایک علم ہے۔ جس سے بعض اوقات ایک مشاق انسان جو بعض دوسرے لوگوں کے مقابل پر دل و دماغ کی فائق طاقتوں کا حامل ہوتا ہے۔ ایک کمزور دل والے انسان پر اپنی توجہ کا اثر ڈال کر اس سے وقتی طور پر بعض خاص قسم کی حرکات کروانے میں کامیاب ہو جاتا ہے یا بعض خاص قسم کی بیماریوں کو شفا دے سکتا ہے۔ (اس کے لئے دیکھو خاکسار کا مضمون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر مزعومہ سحر کا واقعہ مندرجہ الفضل مورخہ ۳ جولائی ۱۹۵۹ء) اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہپنوٹزم (یعنی علم توجہ) کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو بعض لوگوں کو کسی قسم کی مشق کے بغیر قدرتی طور پر حاصل ہوتی ہے۔ مگر یہ قسم تھوڑا کچھ عرصہ کے بعد خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ اور مجھے ذاتی طور پر اس کی بعض مثالیں معلوم ہیں۔

مگر بہرحال اس علم کو روحانیت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ مشق وغیرہ کے ساتھ ہر انسان اس میں کم و بیش مہارت حاصل کر سکتا ہے۔ جس کے لئے مسلمان یا ہندو یا عیسائی یا بدھ یا سکھ وغیرہ کی کوئی خصوصیت نہیں۔ مگر جب ایسا شخص کسی ایسے خدا رسیدہ انسان کے مقابلہ پر آتا ہے۔ جسے خدا کی نصرت اور روح القدس کی تائید حاصل ہوتی ہے تو اس کا سارا "سحر" دھواں ہو کر اُڑ جاتا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ میں اپنے مذکورہ بالا سحر والے مضمون میں لکھ چکا ہوں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک ہندو جو غالباً گجرات کا رہنے والا تھا قادیان آیا۔ اور چونکہ وہ علم توجہ یعنی ہپنوٹزم کا بڑا ماہر تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ چلو ہم مرزا صاحب کو ملنے جاتے ہیں اور پھر میں ان پر توجہ ڈال کر ان سے ایسی نازیبا اور خلاف وقار حرکات کرا دوں گا کہ ان کے مریدان سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مگر جب وہ حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے آیا اور حضور پر توجہ ڈالی تو چیخ مار کر بے تحاشا بھاگا اور جب اس کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں بھاگے۔ تو اس نے کہا کہ جب میں نے مرزا صاحب پر توجہ ڈالی تو مجھے یوں نظر آیا کہ میرے سامنے ایک خوفناک شیر کھڑا ہے جو مجھ پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر درست جانیں تو اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر یاد کریں کہ:

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

الغرض ڈاکٹر بلی گراہم کا سارا "سحر" ان کی طلاقت لسانی اور ان کی ہپنوٹزم (یعنی علم توجہ) میں مخفی ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ انشاء اللہ جب بھی وہ اس زمانہ کے مصلح اعظم کے کسی سچے اور خدا رسیدہ خادم کے سامنے آئیں گے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے طفیل جن کی خدمت کے لئے احمدیت پیدا کی گئی ان کی طلاقتِ لسانی اور ان کی ہپنوٹزم ان سے چھین لی جائے گی اور غلبہ یقیناً اسلام کو رہے گا۔ جو خدا کی آخری شریعت اور اس شریعت کی دائمی فتح کا پیغام لے کر آیا ہے۔ یقین رکھو کہ اب مسیح ناصری کا زمانہ ختم ہو چکا ہے اب تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ نفسی) اور آپ کے خادم مسیح محمدی کا زمانہ ہے۔ پس اسلام کا جو دشمن بھی آپ کے مقابل پر آئے گا۔ خواہ وہ ساحر کی فضا میں اُڑنے والا طائر ہے یا کہ اپنی زبان سے مسحور کرنے والا ساحر ہے یا کہ علوم دین و دنیا کا ماہر ہے۔ وہ یقیناً مونہہ کی کھائے گا۔ کیونکہ اب خدا کا یہ ازلی وعدہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی

ہمیشہ کے لئے محمد رسول اللہ صلعم (فداہ نفسی) کے وجود باجود میں مرکوز ہو چکا ہے

مگر ضروری ہے کہ ہمارے دوست خدا کے ساتھ سچا تعلق پیدا کریں اور اس کے دامن سے وفادار اور جاں نثار خادموں کی طرح لپٹے رہیں۔ تاکہ خدا کی نصرت ان کے ساتھ رہے۔ اور وہ ایک غیور آقا کی طرح ہر وقت اپنے سچے پرستاروں اور دلی جان نثاروں کی مدد کے لئے کھڑا نظر آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارا خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لئے اس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔ دنیا چاہتی ہے کہ ان کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن ان پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو اُن کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے ان کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کو فتح بخشتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم پر تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں بغیر اس کے کچھ چیز ہیں"
(کشتی نوح)

خدا کرے کہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو اور قیامت تک صدیوں تک خدا کی یہ غیر معمولی نصرت حاصل رہے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خاکسار
مرزا بشیر احمد۔ ربوہ
۱۵ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

جمشید پور میں ایک شاندار تبلیغی جلسہ

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ جمشید پور میں مورخہ ۹ و ۱۰ اپریل کو شاندار تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔ ایک مدت دراز کے بعد چونکہ یہ پبلک جلسہ ہونے والا تھا۔ اس واسطے مقامی احباب نے اس میں کافی محنت اور جانفشانی کے ساتھ حصہ لیا۔ جلسہ کا اعلان ایک دن پہلے ہی بذریعہ پوسٹر تمام محلوں میں کروا دیا تھا نیز بذریعہ آواز فشرالصوت اور اشتہارات بھی تمام محلوں میں اعلان کروا دیا گیا۔ یہ جلسہ جمشید پور کے محلہ دھتکیڈیہ میں جہاں پر کہ مسلمانوں کی کثرت ہے منعقد ہوا۔ دہلی سے الحاج مولٰنا محمد سلیم صاحب اور کلکتہ سے مولوی بشیر احمد صاحب اس غرض کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔

۹ اپریل جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب اے۔ ایس۔ طیب جی (جو کہ ٹیلکو کمپنی کے ایک ذمہ دار افسر ہیں) شام ۷ بجے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن شریف خاکسار نے کی اور نظم خوانی عزیزم سید ہمام الدین صاحب نے کی اس کے بعد مولٰنا محمد سلیم صاحب فاضل نے سیرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شاندار تقریر فرمائی۔ آپ نے حضور کے اخلاق فاضلہ کے مختلف پہلوؤں کو اچھی طرح اُجاگر کیا۔ انداز تقریر اس قدر دلکش اور وجد آفرین تھا کہ آپ کی تقریر کے بعد سامعین میں سے بعض نے یہ کہا کہ ہم تو کچھ دیر اور بیٹھ کر بھی تقریر سُن سکتے تھے۔ اور اس قسم کی دلآویز تقریر ہم نے پہلی مرتبہ سُنی ہے۔ جناب مولوی صاحب محترم نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس قدر عاشقِ رسول تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلعم کے عشق میں آپ کی سیرت طیبہ پر جو کلمات۔ منظوم رقم فرمائے ہیں ان سے بھی سامعین کو محظوظ فرمایا اس دن سامعین کی تعداد کچھ کم تھی اس واسطے مسلمانوں کی حالت زار پر اظہار افسوس فرمایا۔ نیز صاحب صدر نے اپنی تقریر میں سامعین سے کہا کہ وہ رواداری سے کام لیں اور اس قسم کے اجلاس پر کثرت کے ساتھ شامل ہوں نیز آپ نے اسلامی نظام اور اسلامی رواداری کی متعدد مثالیں دیتے ہوئے مسلمانوں کو اُن پر چلنے کی تلقین کی۔

جلسہ ۹ بجے برخواست ہوا۔ جلسہ کے اختتام پر بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد ہیں اُنہیں بھی بیان کرنا چاہیئے۔ اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم نے دوسرے دن کا پروگرام مرتب کیا۔

۱۰ اپریل جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ کلکتہ شام سوا آٹھ بجے شروع ہوئی تلاوت کلام مجید میاں مقبول علی صاحب نے کی اور نظم خوانی مکرم عبدالحفیظ صاحب نے اس کے بعد مولٰنا محمد سلیم صاحب فاضل نے مسئلہ اجرائے نبوت پر سیر حاصل تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے چھوٹی چھوٹی بدیوں کے ازالہ کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے انبیاء مبعوث فرمائے۔ چنانچہ حضرت آدم اس لئے تشریف لائے تھے کہ لوگوں کو تمدنی امور سے آگاہ فرمائیں اور مل جل کر رہنے میں جو فوائد ہیں۔ ان کو واضح کریں۔ حضرت شعیب اس لئے مبعوث ہوئے تھے کہ لوگوں میں جو ناپ تول میں گڑبڑ واقع ہوئی تھی اس کا ازالہ فرمائیں۔ اسی طرح دوسرے انبیاء کرام بھی معمولی معمولی باتوں کے لئے مبعوث ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ جب فسادِ عظیم واقعہ ہوا تو نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی بعثت ہوئی اور آپ پر ایک مکمل شریعت نازل ہوئی جو کہ تا قیامت رہنے والی ہے۔ اور دنیا کا کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں کلام پاک نے ہدایت نہ دی ہو۔ یہ ابد تک رہنے والی شریعت ہے۔ لیکن دوسری طرف آج کے زمانہ میں کون سا گناہ ہے جو مختلف انبیاء کے زمانہ میں ہوتا رہا اور اب نہیں ہوتا۔ شریعت یعنی علاج کے مکمل ہونے کے باوجود روحانی بیماریوں کی کثرت ہے۔ اور دوسروں کو تو جانے دیجئے خود ہمارے مسلمان بھائیوں پر نظر دوڑائیے تو ہر قسم کی غیر اسلامی حرکات میں آپ اُن کو مبتلا پائیں گے۔ اُن میں چور تو ہو سکتے ہیں۔ ڈاکو تو ہو سکتے ہیں اور دروغگو ہو سکتے ہیں اگر نہیں ہو سکتے تو شہید نہیں ہو سکتے۔ صدیق نہیں ہو سکتے۔ صالح نہیں ہو سکتے اور نبی نہیں ہو سکتے۔ یہ کس قدر یاس اور نا اُمیدی کی حالت ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے سورۃ والتین میں انسان کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کے لئے دونوں دروازے یعنی نیکی اور بدی کے کھلے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ احسن تقویم میں پیدا ہونے کے باوجود وہ اسفل السافلین میں بھی جا گرتا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو نیکیوں میں ترقی کرتے ہوئے فرش زمین سے اٹھ کر عرش بریں تک پہنچ سکتا ہے۔ اور اگر اس نے بدی میں بڑھنے کی کوشش کی تو عرش بریں سے گر کر اسفل السافلین یعنی تحت الثریٰ تک پہونچ سکتا ہے کیونکہ یہ دونوں قوتیں اس میں احسن الخالقین نے ودیعت کی ہوئی ہیں لیکن آج کا مسلمان یہ تو کہتا ہے کہ ہم بدی میں ترقی کرتے ہوئے اسفل السافلین تک پہونچ سکتے ہیں۔ مگر نیکیوں میں ترقی کر کے عرش بریں تک پہونچنا ہمارے لئے محال بلکہ ممتنع ہے۔ کیونکہ اللہ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کر دی ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ آپ کا وجود ہمارے لئے گویا رحمت کا باعث نہیں ہم کیا کہتے ہیں ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ آپ کا وجود سراپا رحمت ہی رحمت ہے آپ کے آنے کے بعد تمام سابقہ انبیاء کے دروازے تو بند ہو گئے مگر محمدی دروازہ تا قیامت کھلا ہے۔ اور اس میں کامل طور پر داخل ہونے والا فضل الہیٰ سے حصہ وافر پاتا ہے۔ وہ شہید ہو سکتا ہے۔ وہ صدیق ہو سکتا ہے وہ صالح ہو سکتا ہے اور نیز ضرورت پڑنے پر نبوت محمدی کا انعکاس بھی اس پر پڑ کر وہ نبی کا لقب بھی پا سکتا ہے مگر بغیر شریعت کے کیونکہ شریعت مکمل ہو چکی مگر مسلمان کہلانے والے راہ راست سے بھٹک چکے اس لئے شریعت پر چلانے کے لئے بھی ایک نبی کی ضرورت باقی رہتی ہے نیز مکمل طور پر اشاعت شریعت اس بات کی متقضی ہے کہ اس اشاعت کے زمانہ میں رسول کریم صلعم کی جلوہ گری پورے طور پر ہو۔ اور پھر سے مُردے سے اسلام ادیان عالم پر اپنی تمام خوبصورتیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں حضور صلعم کا نام سراجاً منیراً رکھا ہے یعنی جلتا ہوا چراغ۔ آپ کا نام سورج نہیں رکھا نہ چاند رکھا۔ بلکہ چراغ رکھا۔ اگر جمشید پور کی کل بجلی کی بتیاں گُل ہو جائیں اور کسی گھر میں اگر صرف ایک چراغ جل رہا ہو۔ تو اس سے ہزار ہا چراغ روشن ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ان دیگر چراغوں میں تیل ہو۔ اور ان کو اس چراغ کے سامنے لا کر جلایا جائے۔ یہی حالت نبوت محمدیہ کی ہے جو اپنے ذاتی فیض روحانی کے نتیجہ میں مستعدوں کے متعدد چراغوں کو روشن کرنے کا موجب ہے۔ آخر میں آپ نے دعا فرمائی کہ مولیٰ کریم جلد سے مسلمان بھائیوں کو سمجھ (عطا فرمائے)۔

ولادت۔ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو چار لڑکیوں کے بعد مورخہ ۱۵ اپریل ۶۱ء کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزیز نومولود کو بھی عمر عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔ آمین۔
خاکسار بشیر احمد بانگڑوہ درویش قادیان

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر کشمیر

سرینگر حسب پروگرام خاکسار یکم اپریل کو کنہ پورہ سے سرینگر پہنچا۔ اور جمعہ خاکسار نے سرینگر میں پڑھایا۔ خطبہ میں یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ الخ کی تشریح اور تفسیر کی اور جماعت کو بیدار ہونے اور عملی قدم اُٹھانے کے متعلق تلقین کی۔ مکرم غلام محمد صاحب میر امیر جماعت ہائے احمدیہ بھی پہنچ گئے۔ اس کے بعد امیر صاحب نے اور خاکسار نے چند غیر احمدی دوستوں کو تبلیغ کی۔

مورخہ ۲ اپریل کو جماعت احمدیہ سرینگر کا ایک معمولی اجلاس اصلاح بلڈنگ میں ہوا۔ لوکل فنڈ کی تحریک اور اُس کی مضبوطی کے لئے مؤثر قدم اُٹھایا۔

یاڑی پورہ مورخہ ۵ اپریل کو خاکسار اور مکرم ماسٹر غلام نبی صاحب منصور بی۔ اے اور مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ یاڑی پورہ نے بانسو اور لرگام کا دورہ کیا۔ اور حساب چندہ جات کی پوزیشن دیکھی گئی غیر احمدی دوستوں کو تبلیغ کی۔ صبح کی نماز میں خاکسار نے مسجد احمدیہ یاڑی پورہ میں ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیا۔ چندہ کی تحریک کی گئی۔ ایک پٹواری کو تبلیغ کی گئی۔ احباب یاڑی پورہ نے ہمارے ساتھ پورا تعاون کیا۔

چک ایمرچ اس کے بعد ہم چک ایمرچ پہونچے۔ چندہ جات کی پڑتال کی گئی۔ جماعت میں کچھ اختلاف تھا دور کرنے کی کوشش کی۔ ایک تبلیغی اجلاس منعقد ہوا۔ ایک غیر احمدی دوست کو تبلیغ کی گئی۔ یہاں کے جلسہ کی کارروائی میں مکرم منشی رحمت اللہ خان صاحب نے بہت دلچسپی لی اور ہماری ہر رنگ میں مدد کی فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

شورت کنہ پورہ شورت جاتے ہوئے ہم نے رستہ میں کئی افراد کو پیغام حق پہنچایا۔ بمقام لوگام مڈل سکول جہاں پر مکرم ماسٹر غلام نبی صاحب ہیڈ ماسٹر ہیں اُن کے رفیق ماسٹر صاحب کو پیغام حق سنایا۔ رات کو بمقام کنہ پورہ ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا۔ مورخہ ۶ اپریل کو خطبہ جمعہ میں خاکسار نے تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ شورت کے دوست بھی شامل تھے۔ چندہ وغیرہ کی پڑتال اور تحریک کی گئی۔ ماسٹر غلام نبی صاحب نے سب کاموں میں مدد دی۔ فجزاہ اللہ۔

ماندوجن اس کے بعد خاکسار اور مولوی عبد الرحیم صاحب ماندوجن روانہ ہوئے۔ بس میں بھی تبلیغ جاری رہی بمقام خیاپور ایک ٹھیکیدار کو بھی تبلیغ کی۔ رات کو بمقام ماندوجن پہونچے۔

آسنور اس کے بعد ہم آسنور پہونچے راستہ میں عبد العزیز تانتر کی سرینگر کے رہنے والے ایک دوست نے معراج کے متعلق استفسار کیا کہ معراج روحانی تھی یا جسمانی جس کا جواب دیا گیا۔ دوران گفتگو میں کئی غیر احمدی دوست اکٹھے ہو گئے اور سب بڑے شوق سے سنتے رہے۔ نازکی صاحب کو مطالعہ کے لئے لٹریچر بھی دیا گیا۔

آسنور کے چندہ کے حساب کی پڑتال کی گئی۔ سیکرٹری صاحب مال کو وصولی چندہ کی طرف خاص توجہ دلائی۔ مکرم مولانا مولوی عبد الواحد صاحب فاضل صدر جماعت احمدیہ نے خاکسار کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمایا۔ آسنور میں ایک مخلص دوست غلام محمد صاحب احمدی نمبردار جو حال ہی میں فوت ہو گئے ہیں ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا۔

رشی نگر مولانا مولوی عبد الواحد صاحب فاضل بھی ہمارے ساتھ رشی نگر پہنچے۔ رشی نگر میں کئی متنازعہ مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی۔ ایک تربیتی اجلاس کیا۔ چندہ کی پڑتال کی گئی اور مزید وصولی کی تحریک عہدیداران کو کی گئی

آخر پر درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور فرما کر ہمیں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ والسلام

خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ
سرینگر (کشمیر)

اورنگ آباد میں تبلیغی جلسے

میرے اورنگ آباد کے دورہ میں یہاں کے دوستوں نے جلسوں کا انتظام کیا تھا اور قبل از وقت جلسوں کے اشتہارات چھپوا کر شہر میں تقسیم کر دیئے گئے۔ چنانچہ حسب پروگرام تین جلسے منعقد ہوئے جو خدا کے فضل سے کامیاب رہے۔ یہ تینوں جلسے غیر احمدیوں کے مکان پر ہوئے پہلا جلسہ ۱۶ جنوری کو مکرم اقرار الغنی صاحب شبہ کے مکان پر ہوا۔ حاضرین میں سے سب سے نمایاں مکرم غازی معین الدین صاحب ایڈوکیٹ تھے۔ دوسرے چند تعلیم یافتہ حضرات ہو گئے۔ میں نے احمدیت یا حقیقی اسلام پر تقریر کی۔ ۱۸۸۹ء سے ۱۹۰۸ء تک کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے۔ سامعین نہایت خاموشی سے متوجہ ہو کے سنتے رہے۔ غازی معین الدین صاحب نے میری تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ یورپ اور افریقہ میں جماعت احمدیہ ہی تبلیغی کارنامے سر انجام دے رہی ہے۔

دوسری تقریر سلوڈ تعلقہ میں ایک غیر احمدی عبد المنان صاحب دیش مکھ کے مکان پر ہوئی یہاں حاضرین کی تعداد ۲۷ تھی تقریر کا عنوان "سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" تھا اس تقریر کے بعد اکابر سلوڈ نے خواہش کی کہ میں نماز جمعہ کے بعد مسجد میں تقریر کروں وہ لوگ اس پر تیار تھے اور میں بھی اجنٹا سے واپس آگیا تھا مگر اس عرصہ میں بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ ایک احمدی مبلغ ہماری مسجد میں تقریر کیوں کرے گا۔ عبد المنان اور ابو الحسن جو وہاں کے دیش مکھ ہیں وہ تو اس اعتراض کے بعد بھی تیار تھے مگر سید عبد الہادی صاحب نے مصلحت نہیں سمجھی اس لئے وہاں تقریر نہیں ہوئی۔ اجنٹا میں بھی یہی ہوا۔

اجنٹا میں سید عبد الہادی صاحب کے رشتہ دار کا مکان ہے خیال تھا وہ مکان پر جلسہ کی اور تقریر کا انتظام کریں گے۔ مگر اس دن وہ اپنے مقدمہ کی پیروی کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہیں دوسرے دن بمبئی جانا تھا۔ اس لئے وہاں پر تقریر نہ ہو سکی

۲۱ کو اجنٹا سے اورنگ آباد آیا۔ یہاں ایک غیر احمدی نوجوان عبد الغفار نے بڑے بڑے پوسٹر لکھ کر بازار اور اجتماع کی جگہوں پر لگا دیئے اور میری تقریر کا اعلان کر دیا۔ سید عبد الہادی صاحب نے دعوت نامے تقسیم کئے۔ ۲۴ کو جلسہ ہوا اور منعقد تھا جس میں زیادہ [illegible] نے شرکت کی اور سبھی عربی یا انگریزی تعلیم یافتہ تھے ان میں [illegible] بھی تھے۔ اس میں تحریک احمدیت اور اس کے مقاصد پر تقریر کی۔ لوگوں نے خواہش کی کہ اس قسم کی اور تقریریں ہونی چاہئیں۔ سویرے چند حضرات ملاقات کے لئے بھی آئے۔ اور مجھے ایک ایسا مقام نظر آیا جہاں کے لوگ پیغام احمدیت سننے کے مشتاق ہیں۔

سلوڈ میں ابو الحسن دیش مکھ کے نام بدر آتا ہے وہ لوگ بھی پڑھتے ہیں۔ میرے خیال سے اکثر لوگ واقف تھے۔ مخالفانہ واقفیت کی بناء پر لوگوں نے ہر قسم کے موضوع پر تبادلہ خیالات کیا۔ عبد المنان دیش مکھ بہت سنجیدہ نظر آئے۔ آپ بھی ذی اثر نوجوان ہیں۔ انہوں نے مسجد میں تقریر کرانے کی بہت کوشش کی۔ بہر حال ہر جگہ یہ کہتے پھرے کہ اب ایسی ہی تقریروں کی ضرورت ہے ورنہ لوگ کمیونزم کی طرف ڈھل جائیں گے۔

محمد عبد اللہ مبلغ بمبئی ۶/۱ ۳۰

انتقال پُر ملال

افسوس محترم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی دختر کلاں محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ بشیر الدین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ مقامی مورخہ ۱۴/۲/۶۲ کو حیدرآباد میں وفات پا گئیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرحومہ کی وفات بچی پیدا ہونے کے بعد خون ہو جانے کے باعث ہوئی۔ مقامی زچہ خانہ میں ہر طرح کا علاج معالجہ ہونے کے باوجود جانبر نہ ہو سکیں انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ نومولودہ کے علاوہ مرحومہ نے تین خورد سال بچیاں اپنے پیچھے چھوڑی ہیں۔ مرحومہ کی نعش حیدرآباد سے یادگیر لائی گئی۔ اور اسی جگہ سپرد خاک کیا گیا۔ مرحومہ کی عمر ۲۰ سال تھی۔ نہایت نیک، پابند صوم و صلوٰۃ اور سلسلہ کے کاموں میں حسب توفیق حصہ لیتی تھیں۔ عین جوانی میں ان کی وفات مرحومہ کے شوہر اور والدین کے لئے بڑے صدمہ کا موجب ہوئی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور خورد سال بچیوں کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

خاکسار رفیق احمد مبلغ سلسلہ مقیم یادگیر

گوشوارہ تقسیم و ترسیل لٹریچر

از دفتر نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

بابت ماہ مارچ ۱۹۶۰ء

نام کتاب	زبان	تعداد
لائف آف محمدؐ	انگریزی	۷
سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	"	۲۲
لائف اینڈ ٹیچنگ آف محمدؐ	"	۲۱
امن کے شہزادہ کا آخری پیغام	"	۹
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۱۴
اسلام میں اقتصادی۔سماجی مشکلات کا حل	"	۴۲
اسلام اور اشتراکیت	"	۳۹
احمدیت کیا ہے؟	"	۲۴
آسمانی پیغام	"	۲۵
آسمانی تحفہ	"	۱۷
خصوصیات قرآن	"	۲۶
احمدیہ موومنٹ ان انڈیا	"	۴۰
اسلام دی نیڈ آف دی آور	"	۲۳
اسلامی اصول کی فلاسفی	"	۵
نظام نو	"	۳
احمدیت یعنی حقیقی اسلام	"	۱۰
نماز مترجم	"	۱
تحفہ شہزادہ ویلز	"	۱
لائف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب	"	۱
ہمارے عقائد مطبوعہ امریکہ	"	۴
دنیا کی پیچیدگیوں کو سلجھانے کے لئے اسلام نے کیا کیا ہے مطبوعہ مدراس	"	۵
اسلام کیا ہے	"	۴
سیرت حضرت احمدؑ مطبوعہ افریقہ	"	۴
بائیبل کی رو سے مسیح نے صلیب پر وفات نہیں پائی مطبوعہ امریکہ	"	۴
اسلام نے عالمی اخوت کے لئے کیا کیا مطبوعہ امریکہ	"	۴
آپ کس طرح اپنی قیمتی متاع حاصل کر سکتے ہیں	"	۴
یسوع مسیح کشمیر میں	"	۴
یورپ کو دعوت اسلام مطبوعہ مدراس	"	۴
حضرت مسیح علیہ السلام دسمبر میں پیدا نہیں ہوئے مطبوعہ مدراس	"	۴
زمانے کی پکار	"	۱
تحریک جدید کے بیرونی مشن	"	۳
احمدیت کا پیغام	"	۲
احمدیہ البم	"	۱
میرا عقیدہ مطبوعہ جرمن	جرمنی	۲
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۲
دنیا کی پیچیدگیوں کو سلجھانے کیلئے اسلام نے		
کیا کیا	جرمنی	۲
ہمارا عقیدہ	انگریزی	۶
وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام	اردو	۱
سوانح سیٹھ حسن احمدی	"	۱
جماعت احمدیہ علامہ نیاز فتحپوری کی نگاہ میں	"	۲۱
تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک (رپورٹ)	"	۸
وصیت حجۃ الوداع	"	۹
پریم بھرے گیت	"	۱
اسلامی اصول کی فلاسفی	"	۳
میری والدہ	"	۲
انسان کامل	"	۱
پیارے رسول کے پیارے حالات	"	۱
احمدیت کا پیغام	"	۱
احمدیت کا پیغام	"	۲۳
درثمین	"	۱
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۱
شاہ حبشہ کو دعوت حق	"	۱
بدر اخبار	"	۳
مذہب اور سائنس	"	۱
ہمارا مذہب	"	۱
مناظرہ بھدرک	"	۳۰
تبلیغ ہدایت	"	۱
احمدیہ پاکٹ بک	"	۱
ہستی باری تعالےٰ	"	۱
احمدی اور غیر احمدی میں فرق	"	۱
نور دین	"	۱
عقائد احمدیت	"	۲
حافظ محمد ابراہیم صاحب کمبرپوری کے وساوس کا ازالہ	"	۲
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام	"	۲
ہماری تعلیم	"	۲
پیغام حق	"	۲
زندہ مذہب	"	۲
عید کی قربانیاں	"	۲
عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کے نقصانات	"	۲
صلیب کی تباہ کاریاں	"	۲
نبیوں کا سردار	"	۱
ندائے حق	"	۲
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات	"	۲
اسلامی معاشرہ	"	۲
اچھی مائیں	اردو	۲
خاندانی منصوبہ بندی	"	۱
ہمارا پیغام بجواب البشیر کا پیغام	"	۲
پیشگوئی دربارہ مرزا احمد بیگ و داماد اس کے متعلقہ [illegible] وضاحت	"	۱
اکناف عالم میں تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ	"	۳
امریکن رسالہ لائف میں جماعت احمدیہ کی مساعی کا ذکر	"	۳
حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے جرمن سائنسدانوں کی تازہ تحقیق	"	۲
تحریک احمدیت بھارتواسیوں کی نظر میں	"	۳۰
آسمانی پیغام	"	۳۵
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	"	۲۱
امن کے شہزادہ کا آخری پیغام	"	۸
تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	"	۱۷
وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر علمائے مصر کا فتوے	"	۱۱
جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ	"	۲۷
الہدیٰ	اردو	۲۱
محامد خاتم النبیین	"	۲۵
ضرورت مذہب	"	۱۴
عقائد و تعلیمات	"	۴
سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ	"	۱۷
حقیقی اسلام	"	۷
احمدیت کا پیغام	"	۲۸
اہل بہار سے دو ضروری سوال	"	۱
مولانا مودودی کے بیان پر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کا تبصرہ	"	۱
اسلامی پردہ	"	۱
آسمانی تحفہ	گورمکھی	۱۴
جوتری بیعل		۱۶
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۱۴
تناسخ و آواگون	ہندی	۲۷
وہی مہاتما کرشن	"	۲۴
میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	"	۲۵
کرشن اوتار کا پیغام	"	۲۳
آسمانی تحفہ	"	۲۲
شہادت القرآن	"	۱
موعود اقوام عالم	"	۱
میزان کل تقسیم شدہ لٹریچر ماہ مارچ ۱۹۶۰ء		۱۱۴۳

جمشید پور میں ایک شاندار تبلیغی جلسہ (بقیہ صفحہ ۵)

کہ وہ حقیقت کو سمجھیں اور بلوں میں گھسنے والے چوہے بننے کی بجائے فضاؤں کی بلندی میں اُڑنے والے کبوتر بنیں کیونکہ اُمت محمدیہ کے خیر الامم ہونے کی یہی نشانی ہے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

صدارتی تقریر اس کے بعد صاحب صدر جناب مولوی بشیر احمد صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ تمام قوموں کی مذہبی کتابوں میں یہ درج ہے کہ جب بھی دنیا میں ضلالت اور گمراہی عالمگیر طور پر چھا جاتی ہے تو ایک خدا کا مامور ظاہر ہوتا ہے اور بھولے بھٹکوں کو پھر راہ راست پر لے آتا ہے۔ خدا نے ہر قوم میں نبی اور اوتار بھیجے ہیں۔ چنانچہ آیت کریمہ ولکل قوم ھاد کے مطابق ہم حضرت کرشن اور حضرت رام چندر کو بھی خدا کا برگزیدہ مانتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اُن کی تعلیمات کو پیچھے سے بگاڑ دیا گیا اور اُن میں شرک کی ملونی ہو گئی ورنہ اصلیت کے لحاظ سے وہ سب توحید پرست تھے یہی ایک اصول ہے جسے اپنا کر دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے نبوت پر غور کرنے کے لئے مسلمانوں کو دعوت دی اور آپ کا پیش کردہ ۱۰۰ معیار کو حضور کی صداقت جانچنے کے لئے بارگاہ الٰہی میں چالیس دن خالی الذہن ہو کر دعا کی جائے تو اللہ تعالےٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ اور اسی طرح بھی بہت لوگوں کو ہدایت نصیب ہوتی ہے اس پر عمل کرنے کی درخواست کی۔

الحمد للہ آج کے اجلاس میں لوگ زیادہ تعداد میں حاضر تھے۔ رات قریباً دس بجے تک یہ جلسہ جاری رہا۔ لوگ محویت کے عالم میں سُن رہے تھے اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ اگر کل بھی مولوی صاحب کی تقریر ہو تو ہم سب حاضر ہو جائیں گے۔ بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔

احباب کرام و درویشان قادیان سے درد مندانہ درخواست ہے کہ اس جلسہ کے مفید نتائج برآمد ہونے کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ نیز یہ بھی دعا فرمائیں کہ مولیٰ کریم ہمیں حق کی تبلیغ کی توفیق عطا فرما دے اور سعید فطرت انسان اس طرف متوجہ ہوں آمین ثم آمین

اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں جناب قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور اراکین مجلس خدام الاحمدیہ مقامی نے پورے اخلاص اور محنت سے کام کیا۔ جزاھم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔

خاکسار سید حمید الدین احمد
سیکرٹری دعوت و تبلیغ انجمن احمدیہ
جمشید پور

مخزن معارف
یعنی
خلاصہ تفسیر کبیر
(مع متن و ترجمہ)

مکرم پیر معین الدین صاحب ایم۔ ایس۔ سی نے "مخزن معارف" کے نام پر تفسیر کبیر کے شائع شدہ حصص کا دو جلدوں میں خلاصہ شائع کیا ہے۔ جلد اوّل میں سورت یونس سے سورت کہف کی ایک ہزار صفحہ کی تفسیر کا خلاصہ ہے اور دوسری جلد میں سورت النبأ سے سورت الناس تک ۱۵۰۰ صفحہ کے چار حصص کا خلاصہ شائع کیا گیا ہے۔

اگرچہ یہ خلاصہ اصل تفسیر کبیر سے بکلی مستغنی تو نہیں کرتا لیکن ان لوگوں کے لئے جنہیں تفسیر کبیر میسر نہ آسکتی ہو یا جو کم سے کم وقت میں اس کے مغز اور معارف سے مطلع ہونا چاہتے ہوں اس خلاصہ سے ایک نہایت آسان ذریعہ مہیا ہو گیا ہے — اس کی اشاعت کی اجازت خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور اس کی نسبت فرمایا۔

"مخزن معارف کا کام اچھا ہے اللہ تعالیٰ برکت دے یہ تفسیر کبیر کا خلاصہ ہے دوست اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں"

قیمت فی جلد آرٹ کلاتھ -/۵ روپے جلد کپڑا ۱/۸/۴ روپے۔
ہندوستانی خریدار دفتر نظارت دعوت و تبلیغ قادیان سے خط و کتابت کریں

"سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" اور "پیغام صلح" پر
اخبار شاردا جموں کا تبصرہ

"بابو محمد یوسف صاحب صدر جماعت احمدیہ جموں نے دو کتابیں "پیغام صلح" اور "سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ" ریویو کے لئے دیں۔ اول الذکر کتاب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ کی تصنیف ہے اور موخرالذکر ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان نے شائع کی ہے۔ دونوں کتابیں ہندو مسلم اتحاد کے لئے بڑی مفید ہیں۔ اگر ہندو اور مسلمان ان کتابوں کو غور سے پڑھیں تو وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ یہ دو کتابیں ہندو مسلم اتحاد کے رشتہ کو مضبوط تر کرنے میں بڑی مدد معاون ثابت ہوں گی۔ جماعت احمدیہ نے جو نیک قدم اٹھایا ہے وہ قابل قدر اور مبارکباد ہے"

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بھاگلپور و بڑہ پورہ میں تبلیغی اجلاسات

مورخہ ۲۴ و ۲۶ سنہ ۶۰ء کو بھاگلپور و بڑہ پورہ میں دو عظیم الشان تبلیغی اجلاس کئے گئے محترم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ رانچی کی آمد پر یہ پروگرام بنایا گیا تھا بھاگلپور میں جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی صاحب موصوف ہؤا۔ اور تلاوت قرآن پاک بھی محترم مولوی صاحب نے ہی فرمائی۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب نے پڑھ کر سنایا

اس کے بعد صدر محترم نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دردمندانہ پیغام برادران اسلام کے نام پڑھ کر سنایا۔ اور بعد میں ناکسار نے ضرورت احمدیت اور صداقت احمدیت کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی اور دوران تقریر میں قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیوں کی روشنی میں احمدیت کی ضرورت و صداقت پیش کرنے کے بعد احمدیت کی ستر سالہ تاریخ پر بالاختصار روشنی ڈالی اور حاضرین کو بتایا کہ احمدیت کی ترقی بالکل ناسازگار اور نامساعد حالات میں ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ تمام مذاہب اور حکومت اپنی چوٹی کا زور اس کے خلاف صرف کر رہے تھے مگر احمدیت کی کشتی کا چونکہ خود خدا ناخدا تھا اس لئے یہ ہر منجدھار سے بسہولت نکلتی گئی اور مخالفین اپنے منصوبوں اور مکروں میں گرفتار ہو کر خائب و خاسر ہوئے۔

اس کے بعد صدر جلسہ جناب مولوی عبدالحق صاحب فاضل نے مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہونے والے حالات اور تعیین زمانہ مسیح موعود کے موضوع پر از روئے قرآن کریم تقریر کی۔ تقریر نہایت برجستہ اور پر اثر تھی۔ جو کہ ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ آپ نے سامعین کو ٹھوس دلائل کی روشنی میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ کی دعوت دی۔ اور بتایا کہ اگر آپ لوگ سستی اور بے پرواہی سے کام لیں گے تو خدا تعالیٰ نے بہرحال ختم ہو

تین مئی تک قادیان میں آنیوالی چندوں کی رقوم
کو
موجودہ مالی سال میں شمار کیا جائے گا

موجودہ مالی سال ختم ہونے میں اب صرف تین چار روز باقی رہ گئے ہیں اور ابھی متعدد جماعتوں کی طرف سے ماہ اپریل کے چندوں کی آمد کا انتظار ہے۔ لہٰذا ۳۰ر اپریل سنہ ۶۰ء کی آمد کا حساب ۳ر مئی سنہ ۶۰ء تک کھلا رکھا جائے گا۔ تاکہ آخر اپریل میں قادیان ارسال کرنے والی چندہ کی رقوم موجودہ مالی سال میں محسوب ہو سکیں

جملہ جماعتوں کے صدر صاحبان اور عہدیداران مال جنہوں نے تاحال چندہ کی رقم مرکز نہ بھجوائی ہو یا جن جماعتوں میں چندہ بھجوائے جانے کے بعد مزید رقوم وصول ہو کر پڑی ہوں انہیں چاہیئے کہ وہ فوری طور پر مرکز میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ نیز اس امر کا بھی خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ رقوم کے ساتھ چندوں کی تفصیل بھی ارسال کی جائے۔

ناظر بیت المال قادیان

۳۰ر جون سنہ ۶۰ء تک چندہ تحریک جدید ادا کرنیوالے
احباب کی دعائیہ فہرست

دفتر ہذا کی طرف سے ۲۰ر مارچ سنہ ۶۰ء تک چندہ تحریک جدید دفتر اول سال ۲۶ اور دفتر دوم سال ۱۶ سو فیصدی ادا کرنیوالوں کی فہرست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ۲۹ر رمضان المبارک کو پیش کی گئی تھی۔ اور حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی تھی۔ حضور نے بعد ملاحظہ دعا فرمائی اور فرمایا۔

جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء

دفتر ہذا کی طرف سے مورخہ ۳۰ر جون سنہ ۶۰ء تک چندہ تحریک جدید سو فیصدی ادا کرنے والے احباب کی فہرست بھی انشاء اللہ پیش کی جائے گی۔ امید ہے کہ احباب جلد از جلد چندہ تحریک جدید ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے حصہ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان۔

ہو۔ ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کے انکار سے احمدیت کی ترقی اور خدائی وعدے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کی ترقی کے کئے گئے تھے وہ نہیں رک سکتے۔

اسی طرح برہ پورہ کے محلہ میں بھی جلسہ ہؤا اور تقریریں ہوئیں۔ دونوں جگہوں پر لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ اور تقریریں بھی قریباً قریباً اسی قسم کے عنوانات پر ہوئیں۔ البتہ یہ جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی صدرالدین صاحب ماسٹر آف برہ پورہ ہؤا۔ احباب دعا فرمائیں کہ ہماری یہ کوششیں سامعین کی ہدایت و رہنمائی کا موجب ہوں۔ اور جلسوں کے منتظمین حضرات کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

بشیر احمد خادم مبلغ بھاگلپور بہار

خبریں

گورداسپور ۱۹ اپریل۔ ایک سرکاری پریس نوٹ مظہر ہے کہ پنجاب نے تعلیم کے میدان میں قابل فخر ترقی کی ہے اور ہزاروں کے چند برسوں میں ہی گاؤں گاؤں میں تعلیم کے مندر ابھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جن میں نئی پیڑھی نئے جذبات سے منور ہو کر جمہوریت کو اصل معنوں میں مضبوط کر سکیں گے۔

تعلیم کے اداروں پر خرچ دل کھول کر کیا جا رہا ہے۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے بخوبی لگ سکتا ہے:۔

پنجاب کے تمام منظور شدہ شناختی (Recognised) تعلیمی اداروں کا ۱۹۵۵-۵۶ء میں ٹوٹل خرچ (۱۶۱-۸۹۱۳۰۰۰ روپے ہے) جبکہ طلباء کی تعداد ۱۱،۷۱۵،۵۷۲ تھی جس پر ۶۳.۰۶ روپے فی طالب علم خرچ ہوا۔

ضلع گورداسپور میں بھی تعلیم کے میدان میں نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ ۱۹۵۸-۵۹ء کے مندرجہ ذیل اعداد اس کی منہ بولتی تصویر پیش کرتے ہیں:۔

۵۲ ہائی سکول ۸۱ مڈل سکول ۱۰۸۴ پرائمری سکول جن میں ۷۷۶۰۷ طالب ہیں ۲۰۹۵ اساتذہ کی تعداد ہے۔

ہری جنوں، پچھڑی قوموں کی تعلیم کے لئے جو رقم خرچ کی گئی وہ ۱۹۵۸-۵۹ء میں ۱۳۶۰۳ تک پہنچ گئی۔

نئی دہلی ۲۵ اپریل۔ بھارت کے وزیر اعظم شری نہرو اور وزیر اعظم چین مسٹر چاؤ ان لائی کے درمیان سرحدوں کے جھگڑے کے متعلق چھ روزہ بات چیت آج ختم ہو گئی۔ ان کی آخری ملاقات تین گھنٹے ۴۵ منٹ رہی۔ ان کی بات چیت صبح ۱۱ بجے شروع ہوئی تھی اور دو بجکر ۴۵ منٹ پر ختم ہوئی۔ آج بھی بات چیت کے وقت دونوں طرف کے ترجمان کے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت نہرو سے بات چیت کی ناکامی کی اطلاع راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد کو مطلع کر دیا ہے کہا جاتا ہے کہ چین لداخ کے اس علاقے پر سے جس پر اس نے قبضہ کر رکھا ہے دستبردار ہونے کو تیار نہیں بلکہ وہ اسے اپنا علاقہ قرار دیتا ہے۔ چین تو یہ دعوے بھی کرتا ہے کہ سارا لداخ ہی اس کا ہے۔ جبکہ بھارت نے چین کے ان دعووں کی پرزور مخالفت کی ہے اور انہیں سراسر غلط اور بے بنیاد قرار دیا۔ پنڈت نہرو کے ساتھ اپنی بات چیت ختم کرنے کے بعد مسٹر چو۔ این۔ لائی آج بعد دوپہر راشٹرپتی کو الوداع کہنے کے لئے اُن سے ملنے گئے۔ جبکہ بتایا گیا ہے کو شام کو ہزار جو ڈیسائی مسٹر چو این لائی سے ملے۔ دہلی کے سیاسی حلقوں کا کہنا ہے۔ ممکن ہے دونوں فریقوں میں دوبارہ ملاقات کرنے پر اتفاق رائے ہو جائے اور تب تک یہ اختلافات بدستور قائم رہیں۔

طہران ۲۵ اپریل پتہ چلا ہے کہ کل ایران کے شہر لار میں خوفناک زلزلہ آیا تھا۔ اس میں بارہ پندرہ سو اشخاص ہلاک ہوئے ہیں جبکہ طہران کے اخبارات کی اطلاع کے مطابق ہلاک شدگان کی تعداد دو تین ہزار ہے۔ ابھی اس علاقہ میں گرد و غبار چھایا ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لار میں زلزلہ کا پہلا جھٹکا کل شام آیا تھا جس میں بڑی بڑی عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ اس کے چار گھنٹے بعد دوسرا جھٹکا آیا۔ اس شہر کی کل آبادی ۱۷ ہزار ہے۔ لار کا شہر جنوبی ایران میں شیراز کے مقام سے ۱۷۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک اور اطلاع ہے کہ لار کے علاوہ گراس کا قصبہ بھی تباہ ہو گیا ہے اس وقت تک ۴۸۰ لاشیں برآمد ہو گئی ہیں۔ ان میں ۳۰۰ لاشیں سکول کے بچوں کی ہیں۔

مونٹریال ۲۵ اپریل۔ پاکستان کے وزیر صنعت مسٹر عبد القاسم خاں صاحب نے یہاں ایک انٹرویو کے دوران میں کہا اگر ہندوستان نے چین کے ساتھ امن قائم کرنے کے لئے سودا بازی کے طور پر لداخ کا علاقہ اُسے دیدیا تو پاکستان ان دونوں ملکوں کے معاہدہ کو چیلنج کرے گا۔ ہندوستان میں مسٹر چو این لائی وزیر اعظم چین کے دورہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر عبد القاسم خان نے کہا کہ ہندوستان اور چین کے درمیان سرحدی جھگڑوں کے متعلق جو بھی معاہدہ ہو گا پاکستان اس کا پابند نہ ہو گا

کھٹمنڈو ۲۵ اپریل۔ مسٹر جوشی نائب وزیر قانون نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ چین کے وزیر اعظم مسٹر چو این لائی نیپال میں اپنے مجوزہ قیام کے دوران میں ۲۷ اپریل کو مسٹر کوئرالہ وزیر اعظم نیپال سے بات چیت کریں گے پروگرام کے مطابق دونوں لیڈر دن اور رات دونوں وقت آپس میں بات چیت کریں گے مسٹر چو این لائی ۲۸ اپریل کو پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤسوں کی مشترکہ میٹنگ میں تقریریں کریں گے۔ رات کو وہ ایک مشترکہ اعلان اور ایک معاہدہ پر دستخط کریں گے۔ سرکاری پروگرام میں یہ نہیں بتایا کہ کس معاہدہ پر دستخط کئے جائیں گے۔ ایک نامہ نگار نے سوال کیا کہ جن راستوں پر سے مسٹر چو این لائی گذریں وہاں سے تبتی شرنارتھیوں کو دور رکھنے کے لئے کیا خاص اقدامات کئے گئے ہیں۔

امرتسر ۲۲ اپریل۔ ضلع امرتسر میں سیم خطرناک صورت اختیار کرتی جاتی ہے اس سلسلہ میں سیم کے مسئلہ کے ایک ماہر نے پنجاب نیوز سروس کے نمائندہ کو بتایا کہ اس علاقہ میں سیم نالیاں کھودنے سے ختم نہ ہو گی۔ اس کا واحد علاج یہ ہے کہ نہریں بند کر کے ٹیوب ویل لگائے جائیں تاکہ پانی کی سطح کم ہو جائے۔ اس وقت تک پانی کی سطح صرف بعض جگہ دو تین فٹ رہ گئی ہے۔ جس سے زمین میں کلر پیدا ہو رہا ہے اور ضلع کی بیشتر زمین کلر زدہ ہو گئی ہے۔

آگرہ ۲۵ اپریل۔ آگرہ کالج کے ایک ایف ایس سی سیکنڈ ایئر سٹوڈنٹ شری ملکتی لال سنگل نے جس کی عمر صرف ۱۷ سال ہے۔ خلا میں ایک ۳۲ پونڈ وزنی راکٹ چھوڑنے کا کامیاب تجربہ کیا ہے۔ یہ راکٹ جو کہ ۳ مرحلوں پر مشتمل تھا ۱۳ میل کی اونچائی پر جا پہنچا۔ اس طالب علم نے یہ تجربہ آرٹ اور انڈسٹریز نمائش میں ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں کیا۔ اس وقت یوپی کے وزیر دیسنیر اور شری ابلی سنگھ ممبر پارلیمنٹ بھی موجود تھے۔ جس پر یہ راکٹ داغا گیا اس وقت زبردست دھماکا ہونے سے وہ پلیٹ فارم بھی جل گیا جس پر یہ راکٹ چھوڑا گیا تھا۔ مگر اس راکٹ کے تینوں حصے بخوبی کامیاب رہے معلوم ہوا ہے کہ شری سنگل اس سے پیشتر ۲۵۰ فٹ اور ۴۰۰ فٹ کی اونچائی تک دو راکٹ چھوڑ چکے ہیں۔ اس لڑکے کا یہ حوصلہ ہے کہ وہ ایسے خلائی راکٹ تیار کر سکتا ہے جو کہ خلا سے واپس نہ آسکیں گے اور وہاں ہی گھومتے رہیں

لکھنؤ ۲۵ اپریل معلوم ہوا ہے کہ پہلے عام انتخابات کے مقابلہ بھارت کے تیسرے جنرل الیکشن کی اس سفارش کو کہ لیا گیا کہ پارٹیوں کے نشانات کے سسٹم کی جگہ ووٹنگ کیلئے مارکنگ کے سسٹم کو اپنایا جائے۔ حال ہی میں اس سسٹم کا تجربہ جن ضمنی انتخابات میں کیا گیا۔ ان میں یہ کافی کامیاب رہا ہے۔ جہاں دوسرے جنرل انتخابات پر کل ۵ کروڑ ۹۰ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ وہاں اندازہ ہے کہ نئے سسٹم کے اپنانے سے تقریباً ۹۰ لاکھ کی بچت ہو گی۔ نئے سسٹم کے مطابق پولنگ سٹیشنوں پر صرف ایک ایک لیکن بہت بڑا بکس رکھنا پڑیگا۔ اسکے ساتھ ہی ایک بات کا بھی امکان نہیں رہے گا کہ ووٹر اپنے بیلٹ پیپر بحال کر کے باہر لے جائیں اور اسے امیدوار کے ہاتھ بیچ ڈالیں۔ کیونکہ ووٹر کو ایک علیحدہ جگہ پر کھڑے ہو کر اپنا ووٹ پولنگ افسر کے سامنے بکس میں ڈالنا ہو گا۔